امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون

مولانا رضوان احمد ندوی

اس شمارہ میں

■ اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
■ دینی مسائل
■ سید حسن نواب حسن مرحوم
■ حیات ابوالمحاسن
■ نبی رحمت کا داعیانہ کردار
■ این پی آر اور ہمارا لائحہ عمل
■ تحریک آزادی میں علماء کا کردار
■ اخبار جہاں، ملی سرگرمیاں، ہفتہ رفتہ

جلد نمبر 60/70 شمارہ نمبر 01 مورخہ ۱۰ر جمادی الاولیٰ ۱۴۴۱ھ مطابق ۶ر جنوری ۲۰۲۰ء روز سوموار

بین السطور

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

وپن راوت

جنرل وپن راوت صاحب ہندوستانی فوج کے سربراہ تھے، کئی سنیر کو نظر انداز کر کے مرکزی حکومت نے انہیں سربراہ بنایا تھا، ان کی مدت کار ۳۱ر دسمبر ۲۰۱۹ء کو ختم ہوگئی، سبکدوش ہونے سے چند روز قبل انہوں نے لیڈر شپ اور احتجاج میں تشدد کے حوالہ سے زبردست بیان دے ڈالا، انہوں نے اپنے بیان میں کہا کہ لیڈر وہ نہیں ہوتا جو مخالف سمت میں ملک کو لے جائے، لیڈر وہ ہے جو ملک کو ترقی کی طرف لے جائے، ہم دیکھ رہے ہیں کہ سی اے اے اور ان آر سی کے خلاف جو مظاہرے ہو رہے ہیں ان میں تشدد ہو رہا ہے، یہ قیادت نہیں ہے، راوت کے اس بیان پر پورے ملک میں سیاست گرما گئی ہے، وجہ یہ ہے کہ ان کا یہ بیان فوج کی دیرینہ روایت اور آرمی ایکٹ کے خلاف ہے، یہ روایت اس لئے قائم رکھی گئی کہ فوج سیاسی لوگوں کی طرح متنازع نہ بنے اور اسے پیار و محبت ہندوستان کا ہر شہری دے سکے، اس قسم کی سیاسی بیان بازی سے فوج کے تئیں لوگوں کی محبت میں کمی آئے گی اور لوگ محسوس کرنے لگیں گے کہ فوج ایک سیاسی پارٹی کی ترجمانی کر رہی ہے، جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ جو اس پارٹی کے خلاف ہیں، وہ فوج سے بدظن ہو جائیں گے، اس لئے اس قسم کی بیان بازی فوج کی طرف سے نہیں آیا کرتی ہے، آرمی ایکٹ کی دفعہ ۲۱ر میں بھی یہ بات کہی گئی ہے کہ فوج جو آرمی ایکٹ کے تحت کام کرتی ہے، وہ سیاسی مسئلے پر کسی رائے کا عوامی اظہار نہیں کر سکتی، یہ کہنا بہت مشکل ہے کہ وپن راوت کو اس دفعہ کا پتہ نہیں ہوگا وہ ایک ذہین افسر ہیں اور ان کی تصویر ایک دور اندیش افسر کی رہی ہے۔ ان کے پاس کئی سرجیکل اسٹرائک کرانے کا تجربہ بھی ہے۔

پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ انہوں نے ایسا کیوں کیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ انہوں نے یہ بیان بہت سوچ سمجھ کر دیا، اس سے قبل وی کے سنگھ اور جنرل سنہا نے بھی سیاسی بیان دیا تھا، جنرل سنہا الیکشن میں ہار گئے، پارلیامنٹ نہیں پہونچ سکے، لیکن آسام اور کشمیر کی گورنری یکے بعد دیگرے ان کے ہاتھ آگئی، وی کے سنگھ اس قسم کے بیان دے کر وزارت کی کرسی تک پہونچ گئے، چنانچہ وپن راوت نے بھی سوچ سمجھ کر یہ بیان دیا تا کہ سبکدوش ہونے کے بعد بی جے پی کے دروازے ان کے لئے کھلے رہیں اور جب وہ فوج کی ذمہ داریوں سے آزاد ہو جائیں تو ان کے لئے سیاسی گلیاروں میں قسمت آزمائی کا پورا موقع رہے اور وہ بھی جنرل سنہا یا وی کے سنگھ کی طرح گورنری یا وزارت کی کرسی تک جا پہونچیں، اگر یہ ممکن نہ ہو تو ان کی پیشہ وارانہ صلاحیت کو سامنے رکھ کر کوئی عہدہ دیدیا جائے، چنانچہ ان کی دلی مراد بر آئی اور فی الوقت انہیں ایک بڑی ذمہ داری ملکی دفاع چیف آف ڈیفینس اسٹاف (سی ڈی ایس) کی دیدی گئی ہے، اور وہ اس عہدہ پر فائز ہونے والے پہلے شخص بن گیے ہیں، یہ عہدہ فور اسٹار (چہار ستارہ) جنرل کے مساوی ہوگا اور تمام افواج کے سربراہوں سے اوپر ہوگا۔

یہ ایک نیا عہدہ ہے، ۱۹۹۹ء کی کارگل جنگ کے بعد سے، تینوں افواج کے سربراہوں سے تال میل کی برقراری کے لئے اس وقت کے نائب وزیر اعظم لال کرشن ایڈوانی کی قیادت میں بنی گروپ آف منسٹرس (GoM) نے اس عہدہ کی سفارش کی تھی، سرکار نے ۱۷ر جولائی ۲۰۰۴ء، ۷ر اگست ۲۰۰۵ء، ۱۰ر اگست ۲۰۰۶ء، ۲۰ر اکتوبر ۲۰۰۸ء اور ۱۸ر مارچ ۲۰۱۳ء کو پارلیامنٹ میں سی ڈی اس کی بحالی کی یقین دہانی کرائی تھی، وزیر اعظم نے پندرہ اگست کی اپنی تقریر میں اس عہدہ کا اعلان بھی کر دیا تھا، لیکن بات امروز فردا پر ٹل رہی تھی، پھر جب وپن راوت کے مستعفی ہونے کا وقت آیا تو مرکزی حکومت نے اس عہدہ کے لیے وپن راوت کے نام کی منظوری دیدی، رکاوٹ یہ آرہی تھی کہ ان کی عمر سبکدوشی کی ہو چکی، پھر وہ کس طرح اس عہدہ پر فائز ہو سکتے ہیں، چنانچہ مرکزی کابینہ نے اس عہدہ کے لیے عمر کی حد پینسٹھ سال کر دی، اس کے لیے بری، بحری اور فضائیہ کے سروس قوانین میں تبدیلی کی گئی، (بقیہ صفحہ ۱۰ر پر)

پولس کی بربریت

سی، اے، اے، ان آر سی اور اب ان پی آر کے خلاف پورے ہندوستان میں مظاہرے ہو رہے ہیں، مظاہرین ایک لمبی لڑائی کے لیے بھی تیار ہیں، لیکن یہ لڑائی احتجاج، مظاہرے، دھرنے، اجلاس، کالی پٹی باندھنے، جیسے پر امن طریقے پر لڑی جا رہی ہے اور لڑی جائے گی، گاندھی جی نے عدم تشدد (اہنسا) کے سہارے ہندوستان آزاد کرانے کی لڑائی لڑی تھی، اس لڑائی میں عموماً مجاہدین آزادی کو اپنی جان سے ہاتھ دھونے پڑے، انگریزوں اور پولس والوں کا نقصان نہ کے برابر ہوا۔

اب آزاد ہندوستان میں ایک دوسری آزادی کی لڑائی ان دنوں سڑکوں پر لڑی جا رہی ہے، اور عدم تشدد کے ساتھ لڑی جا رہی ہے، لیکن فرقہ پرست طاقتوں کو کسی طرح یہ گوارہ نہیں ہے کہ ملک گاندھی نظریات (آڈیالوجی) کے تحت چلے، اس لیے پُرامن مظاہروں پر پتھر چلا کر، گولیاں برسا کر مظاہرین کے حوصلوں کو پست کرنا چاہتے ہیں۔

پھلواری شریف میں فرقہ پرستوں نے یہی کیا، جامعہ ملیہ اور مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں یہی کیا، میرٹھ، کانپور اور لکھنؤ میں فرقہ پرستوں کے ساتھ پولیس بھی شامل ہوگئی اور گولیاں پاؤں پر نہیں، مظاہرین کے سینے پر مار کر انھیں موت کی نیند سلا دیا، دلچسپ بات یہ ہے کہ مظاہرے پورے ملک میں ہو رہے ہیں، لیکن لوگوں کی موتیں انہیں ریاستوں میں ہوئی ہیں جہاں بی جے پی برسر اقتدار ہے، سب سے زیادہ اتر پردیش میں ہوئی جہاں ایک مندر کا پجاری آدتیہ ناتھ یوگی وزیر اعلیٰ کی کرسی پر براجمان ہے، مرنے والوں میں آٹھ ماہ کے بچہ محمد صغیر سے لے کر انچاس سال کے جلیل کودروی تک شامل ہیں، بیشتر مرنے والے جوان سولہ سال سے انیس سال کے درمیان کے ہیں، کتنے مرے، ہمارے پاس رکارڈ نہیں، البتہ نام بہ نام گنانے کو کہا جائے تو اٹھائیس لوگ یقینی طور پر اس فہرست میں آئیں گے۔

بہار کی حکومت بھی بی جے پی کے اشتراک سے چل رہی ہے، اس لئے یہاں بھی پٹنہ کے پھلواری شریف میں پُرامن احتجاجی جلوس پر پتھراؤ ہوا، گولیاں چلیں اور ایک اٹھارہ سال کے جواں سال لڑکا عامر حنظلہ کو اغوا کر کے شہید کر دیا گیا، دس دن کے بعد اس کی لاش مل پائی، حالات کو پُرامن رکھنے کے لئے امارت شرعیہ نے اس موقع پر کافی جدوجہد کیا، اور کسی بھی ناخوشگوار واقعہ کو روکنے کے لئے پوری توانائی صرف کی، احتجاج مظاہرے ملک بھر میں ہو رہے ہیں، لیکن جن علاقوں میں بی جے پی برسر اقتدار نہیں ہے، جیسے چنئی، کیرالہ، اور حیدر آباد بمبئی، پونے، ناگپور وغیرہ، وہاں سے کسی کی موت کی خبر نہیں ہے، جے پور میں تین لاکھ لوگوں نے احتجاج کیا جو پر امن رہا، تشدد کی واردات کچھ بنگال میں ضرور ہوئیں، لیکن جانی نقصان کی خبر نہیں آئی البتہ وہاں تشدد پھوٹ پڑنے کے نتیجے میں مالی نقصان ہوا، لیکن جلد ہی وزیر اعلیٰ ممتا بنرجی نے اس پر قابو پالیا۔

اتر پردیش کی یوگی حکومت نے بلند شہر میں تشدد کے درمیان سرکاری املاک کے نقصان کی تلافی کے لئے مظاہرین پر جرمانہ لگایا ہے، دکانیں سیل کر دی ہیں اور جبراً ان سے جرمانے کی وصولی کی جا رہی ہے، جسٹس مارکنڈے کاٹجو نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے بہت صحیح بات کہی ہے کہ سرکاری املاک کی بربادی پر جرمانہ لگایا جا سکتا ہے، لیکن یہ عدالت کے ذریعہ ہی ہو سکتا ہے، حکومت کے ذریعہ نہیں، اس کا صاف اور واضح مطلب یہ ہے کہ حکومت نے اپنے دائرہ اختیار کو وسعت دے کر عدلیہ کے اختیارات پر بھی جبراً قبضہ کر لیا ہے، اگر ایسا نہیں ہے تو حکومت کو املاک کی تباہی کا پہلے اف آئی آر کرنا چاہیے، پولس بھی اس کی ہے، اس لئے وہ خود بھی اف آئی آر درج کر سکتی ہے، پھر اس کے بعد معاملہ عدالت میں جاتا اور عدالت جو فیصلہ کرتی وہ سب کے لیے قابل قبول ہوتا، لیکن یوگی حکومت جس طرح من مانی پر اتر آئی ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اتر پردیش سے دستور کی بالادستی ختم ہوگئی ہے، یہ جمہوریت کے لیے کسی درجہ میں فال نیک نہیں ہے۔

منظم زندگی

”اسلام ایک تنظیمی مذہب ہے، اس مذہب کی روح ڈسپلین اور نظم چاہتا ہے، اگر مسلمان منتشر ہیں اور کسی ایک شخص کی اطاعت نہ کریں اور اپنا کوئی امیر منتخب نہ کریں تو یہ زندگی غیر شرعی زندگی ہوگی، ہر ایک پیغمبر جو دنیا میں آیا ہے اس نے اپنی ابتدائی تقریر میں دو باتیں لازمی طور پر کہی ہیں، فاتقو اللہ واطیعون یعنی اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو، اور یہی اطاعت وہ چیز ہے جس پر قوموں نے مخالفت کی ہے، عام طور سے قوم خدائی قوت وطاعت کو تسلیم کرنے پر آمادہ ہو جاتی تھی، لیکن پیغمبر کی اطاعت پر راضی نہیں ہوتی تھی“ (مولانا ابوالمحاسن محمد سجادؒ)

بلا تبصرہ

”باجپئی جی کی ان ڈی اے سرکار میں شہریت کے جو رول بنے تھے، اس میں بھی واضح کیا گیا ہے کہ ان پی آر (NPR) تیار ہونے کے بعد اس میں شہریوں کی جو تفصیل درج ہوگی، ان کی بنیاد پر کوئی سرکاری افسر طے کرے گا کہ کون مشتبہ شہری ہے اور کون نہیں؟ اور اسی بنیاد پر کارروائی شروع ہوگی، فاریزس ایکٹ ۱۹۴۶ء کے تحت اس میں واضح کیا گیا ہے کہ ایک بار سرکار کے کسی آرڈر نے کسی شخص کو فارنر قرار دے دیا تو اس شخص کی ذمہ داری ہوگی کہ وہ خود کو ہندوستان کا شہری ثابت کرے“۔ (جاوید آنند۔ انسانی حقوق پیس، راشٹریہ سہارا ۲۸ر دسمبر ۲۰۱۹ء)

اللہ کی باتیں --- رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

کسی کی شخصیت کو مجروح نہ کیجئے

اے ایمان والو! بہت سارے گمانوں سے بچو، کیونکہ بعض گمان یعنی بدگمانی گناہ ہوتے ہیں اور ٹوہ میں نہ پڑا کرو، اور نہ ایک دوسرے کی غیبت کیا کرو، کیا تم میں سے کسی کو یہ بات اچھی لگے گی کہ وہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے؟ اس سے تم نفرت کرتے ہوئے اور اللہ سے ڈرتے رہو، یقیناً اللہ توبہ قبول کرنے والے اور بڑے مہربان ہیں (سورہ حجرات:12)

وضاحت- قرآن مجید کی متعدد آیات میں مسلمانوں کو مختلف قسم کی اخلاقی ہدایات دی گئی ہیں، تاکہ مسلمانوں کی عزت وآبرو محفوظ رہ سکے اور ان کے باہمی تعلقات خوشگوار رہیں، مذکورہ آیت میں انہیں باتوں کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ کسی کے بارے میں بدگمانی سے بچو، کیونکہ اکثر و بیشتر بدگمانی ہی سے نفرت اور دشمنی پیدا ہوتی ہے پھر جھگڑے لڑائی تک نوبت پہنچتی ہے اس لئے ایک حدیث میں کہا گیا ہے کہ تم لوگ بدگمانی سے بچو کیونکہ بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے، البتہ اگر کوئی شخص کوئی کام کررہا ہو جس سے دوسرے کو بدگمانی کا موقع ہو تو وہ اس بدگمانی کو دور کرے تاکہ دوسرا فتنہ میں نہ پڑے، کیونکہ شیطان انسان کے اندر خون کی طرح دوڑتا ہے اگر تم نے اس کی غلط فہمی کو دور کردیا تو اس کا ذہن ہمارے بارے میں صاف ہوجائے گا، کیونکہ جب کوئی شخص کسی سے بدگمان ہوتا ہے تو پھر وہ اس کی ٹوہ میں لگ جاتا ہے، اس لئے اللہ رب العزت نے ٹوہ میں پڑنے سے منع فرمایا کہ یہ ایک قسم کی گھٹیا حرکت ہے کہ ہم کسی کی کمزوریاں تلاش کرتے پھریں، اس کے پوشیدہ عیوب کو کریدتے رہیں، یہ اخلاقی اقدار کے قطعی منافی ہے، تیسری بات آیت میں یہ کہی گئی کہ ایک دوسرے کی غیبت سے بچو، غیبت اور چغل خوری کرنا گناہ ہے، غیبت یہ ہے کہ کسی شخص کی غیر موجودگی میں اس کی برائیاں بیان کی جائیں ایک حدیث میں ہے کہ صحابہ کرام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ غیبت کس کو کہتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارا اپنے بھائی کی اس چیز کا ذکر کرنا جس کو وہ ناپسند کرے، کہا گیا کہ اگر میرے بھائی میں وہ بات موجود ہو جس کو میں بیان کرتا ہوں تو فرمایا کہ اگر وہ عیب اس میں موجود ہے تو تم نے اس کی غیبت کی اور اگر نہیں ہے تو تم نے اس پر بہتان لگایا (ابوداوٗد) اس لئے اللہ جل شانہ نے نہایت ہی پرزور طریقے سے اس کی ممانعت کی اور اس کو خود اپنے بھائی کے مردار گوشت سے تشبیہ دی جس میں بلاغت کے بہت سے نکتے ہیں، علامہ سید سلیمان ندوی رحمتہ اللہ علیہ نے اس نکتے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھا کہ انسان کا گوشت محض اس کی عزت وحرمت کی وجہ سے حرام ہے، اس لیے جو چیز اس کی عزت وحرمت کو نقصان پہنچاتی ہے وہ بھی اس کے گوشت کی طرح حرام ہے، لڑائی جھگڑے میں جب باہم مقابلہ ہوتا ہے تو بعض لوگ شدت غضب میں اپنے حریف کا گوشت نوچ لیتے ہیں اگرچہ یہ بھی ایک برا عمل ہے، تاہم اس میں شجاعت پائی جاتی ہے، لیکن اگر کوئی شخص حریف کے مرجانے کے بعد اس کا گوشت نوچ لے تو مکروہ ہونے کے ساتھ ساتھ یہ ایک بزدلانہ فعل ہے، اسی طرح اگر کوئی شخص رودررو کسی کو برا کہے تو گو یہ ایک پسندیدہ چیز ہے تاہم اس میں بزدلی نہیں پائی جاتی، لیکن ایک شخص کی پیٹھ پیچھے اس کی برائی کرنا نہایت بزدلانہ کام ہے اور بعینہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی اپنے حریف کے مقتول ہونے کے بعد اس کا گوشت نوچ کھائے (سیرت النبی) اسی قرآنی تشبیہ کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد حدیثوں میں نہایت بلیغ طریقہ پر غیبت کی برائی بیان کی ہے ایک موقع پر فرمایا کہ اے وہ لوگو! جو زبان سے تو ایمان لائے ہو لیکن ایمان تمہارے دلوں کے اندر جاگزیں نہیں ہوا ہے، نہ مسلمانوں کی غیبت کرو نہ ان کے عیوب کی تلاش میں رہو کیونکہ جو شخص ان کے عیبوں کی تلاش میں رہے گا خداوند تعالیٰ بھی اس کے عیب کی تلاش کرے گا اور خدا جس کے عیب کی تلاش کریگا خود اس کے گھر ہی کے اندر رسوا کردے گا (ابوداوٗد) اس سے معلوم ہوا کہ ہر وہ غیر اخلاقی عمل جس سے انسان کی شخصیت مجروح ہوتی ہو شریعت کی نگاہ میں ناپسندیدہ ہے، البتہ ایسے معاملات جس سے انکی تنبیہ مقصود ہو تو تنہائی میں انہیں ان برائیوں سے باز رہنے کی تلقین کریں قرآن مجید میں بھی ان موقعوں کی تعیین کردی گئی ہے سورہ نساء میں ہے اللہ کو بدگمانی پسند نہیں آتی، لیکن جس پر ظلم ہوا ہو اور اللہ سنتا اور جانتا ہے یعنی مظلوموں کو اس کا حق دلوانے کے لیے ظالموں کے ظالمانہ کرتوت کو آشکارا کیا جائے، لیکن بیوجہ بدگمانی، غیبت اور تجسس میں نہ پڑا رہے، یہ انسانی شرافت اور عظمت کے خلاف ہے۔

سب سے اچھا کام:۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کسی نے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کون سا نیک عمل سب سے زیادہ محبوب تھا حضرت عائشہ نے فرمایا وہ نیکی جس پر مداومت کی جائے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کے نزدیک سب سے بہتر عمل وہ ہے جس کو ہمیشہ کیا جائے اگرچہ تھوڑا ہو۔ (بخاری شریف)

مطلب:۔ سچے اور مخلص مسلمان جب کوئی خیر و بھلائی کے کاموں کو شروع کرتے ہیں تو اس کو مرتے دم تک کرتے رہتے ہیں جس کو مداومت کہا جاتا ہے کہ ہمیشہ اور ہر حال میں کیا جائے، ایسا نہ ہو کہ کبھی کیا اور کبھی چھوڑ دیا، نماز پڑھنا انسان کے سب سے اچھے کاموں میں سے اچھا کام ہے، اللہ نے ایسے مسلمانوں کی تعریف کی ہے جو ہمیشہ پابندی وقت کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں "الا المصلین الذین هم علي صلاتهم دائمون" (المعارج: ۲۲/۲۳) وہ نمازی جو اپنی نماز پر مداومت رکھتے ہیں۔ جو لوگ شوق وجذبہ میں کبھی تو خوب عمل کرتے ہیں پھر ان پر غفلت تساہلی طاری ہوجاتی ہے تو کلیہ چھوڑ دیتے ہیں یا کبھی کبھار کرتے ہیں تو ایسا عمل اللہ کو محبوب نہیں ہے، اللہ انسان کے صرف اس عمل کو پسند کرتا ہے جو حق وصداقت پر ثابت قدمی کے ساتھ کرتے رہتے ہیں مشکلیں آئیں پریشانیوں کے انبار لگے ہوں پھر بھی ہر طرح کے خطرات کو برداشت کرکے حق سے منہ نہ پھیرا جائے، یاد رکھئے کہ حق کی راہ میں مشکلات پیش آنا اور اس میں مردان خدا کی استقامت کی آزمائش کا ہونا اللہ تعالیٰ کا وہ اصول ہے جو ہمیشہ سے قائم ہے اور جب تک اس میں کوئی شخص یا کوئی قوم پوری طرح نہیں اترتی کامیابی سے ہمکنار نہیں ہوسکتی ہے۔

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

عورت کا حج فرض شوہر کی اجازت کے بغیر کرنا:

میں ایک خاتون ہوں، مجھ پر حج فرض ہے، کیوں کہ میرے پاس اتنے زیورات ہیں، جن کو بیچ کر بہ آسانی حج کرسکتی ہوں اور اپنے ساتھ ایک محرم کا بھی خرچ برداشت کرسکتی ہوں۔ میرا بیٹا یا میرا بھائی میرے ساتھ حج پر جانے کے لیے تیار ہے، میری خواہش ہے کہ میں اپنے شوہر کے ساتھ حج کے لیے جاؤں، لیکن شوہر نہ تو خود جانے کے لیے تیار ہیں، اور نہ ہی کسی محرم کے ساتھ جانے دینا چاہتے ہیں، ایسی صورت میں کیا میں ان کی اجازت کے بغیر اپنے بیٹے یا بھائی کے ساتھ حج میں جاسکتی ہوں؟

الجواب ــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

بخاری شریف کی روایت ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عورت اپنے محرم کے بغیر سفر نہ کرے۔ ایک صحابی نے عرض کیا کہ یارسول اللہ میں فلاں اور گلاں جہاد میں جانا چاہتا ہوں اور میری بیوی حج کا ارادہ رکھتی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم اپنی بیوی کے ساتھ حج میں جاؤ! **قال النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم: لا تسافر المرأة الا مع ذی محرم و لا یدخل علیها رجل معها محرم فقال الرجل یا رسول اللّٰہ انی ارید أن یخرج فی جیش كذا و كذاو امرأتی ترید الحج فقال اخرج معها (صحیح البخاری ۱/۲۵۰، باب حج النساء)**

حدیث پاک میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد جیسی اہم عبادت کو چھوڑ کر شوہر کو بیوی کے ساتھ حج میں جانے کا حکم فرمایا، لہٰذا صورت مسئولہ میں آپ کے شوہر کو چاہئے کہ فریضہ حج کی ادائیگی میں آپ کے ساتھ جائے، اپنے ساتھ حج کرائے اور اس فرض کی ادائیگی میں آپ کا معاون بن کر اجر وثواب حاصل کرے، لیکن اس کے باوجود اگر وہ آپ کے ساتھ حج میں نہ جائے تو آپ اپنے لڑکے یا بھائی یا کسی بھی محرم کے ساتھ جس پر آپ کو اطمینان ہو حج میں جاسکتی ہیں، شوہر کو حج فرض کی ادائیگی سے روکنے کا حق حاصل نہیں ہے، اگر وہ روکے تو اس کی اجازت کے بغیر بھی آپ جاسکتی ہیں، اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جہاں کسی انسان کی بات ماننے میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی لازم آرہی ہو، وہاں انسان کی بات نہیں بلکہ اللہ کی بات مانی جائے گی۔

عورت پر حج فرض تھا، نہیں کرسکی، اب کیا کرے:

دس سال قبل ہی مجھ پر حج فرض ہوگیا، اس وقت صحت بھی تھی، محرم بھی جانے کے لیے تیار تھا، لیکن شوہر نہ تو خود گئے اور نہ ہی کسی محرم کے ساتھ جانے دیا، ٹال مٹول کرتے رہے، اب حال یہ ہے کہ میں مختلف بیماریوں میں گھر کر سفر سے معذور ہوچکی ہوں، اور صحتیابی کی امید بھی نہیں ہے، اب میں کیا کروں کہ یہ فریضہ حج ادا ہوسکے؟

الجواب ــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

صورت مسئولہ میں جب کہ آپ کے شوہر نے آپ کو اپنے ساتھ حج نہیں کرایا اور نہ ہی کسی محرم کے ساتھ حج کرنے دیا، آپ انتظار میں رہ گئیں، یہاں تک کہ مرض کی وجہ سے سفر سے معذور ہوگئیں، جس کی وجہ سے آپ حج کے سفر پر نہیں جاسکتی ہیں، اور نہ ہی مستقبل میں اس عذر کے زائل ہونے کی توقع ہے، تو ایسی صورت میں آپ پر لازم ہے کہ کسی کو حج بدل کے لیے بھیج دیں، حج بدل کرالینے سے یہ فریضہ ذمہ سے ادا ہوجائے گا اور اگر زندگی میں کسی کو نہیں بھیج سکیں تو حج بدل کی وصیت کردیں۔ (رد المحتار ۳/۴۶۵)

عورت کا اپنے بہنوئی، پھوپھا یا خالو کے ساتھ حج میں جانا:

کیا عورت اپنے بہنوئی، پھوپھا یا خالو کے ساتھ حج میں جاسکتی ہے؟ محرم سے کون لوگ مراد ہیں۔

الجواب ــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

محرم سے مراد محرمات ابدیہ ہے، یعنی وہ رشتہ دار، جن سے ہمیشہ کے لیے نکاح حرام ہے، مثلاً باپ، دادا، نانا، ماموں، چچا، بھائی، بھتیجا، بیٹا، پوتا، بھانجہ، نواسہ، خسر، داماد، رضاعی باپ، چچا، ماموں، دادا وغیرہ، ان میں سے کسی کے ساتھ عورت حج کے سفر پر جاسکتی ہے۔ (رد المحتار ۳/۴۶۴)

بہنوئی، پھوپھا اور خالو چونکہ محرمات ابدیہ میں سے نہیں ہیں، کیوں کہ بہن، پھوپھی اور خالہ کے انتقال یا ان کو طلاق ہوجانے کے بعد نکاح کی حرمت ختم ہوجاتی ہے، اس لیے عورت ان کے ساتھ سفر میں نہیں جاسکتی ہے، خواہ حج کا سفر ہو یا اس کے علاوہ کا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کوئی عورت محرم کے بغیر ہرگز سفر نہ کرے۔" ولا تسافرون امرأة الا و معها محرم (صحیح مسلم ۱/۴۳۴)"

کتنی زمین ہو تو حج فرض ہوگا:

ایک آدمی کے پاس اتنی زمین ہے کہ اس کا کچھ حصہ اگر وہ فروخت کردے تو وہ بہ آسانی حج کرسکتا ہے اور باقی زمین اس کے گھر والوں کے گذارہ کے لیے کافی ہوسکتی ہے تو کیا ایسی صورت میں اس پر حج فرج ہے؟

الجواب ــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

صورت مسئولہ میں جب کہ شخص مذکور کے پاس اس قدر زمین ہے کہ اگر اس میں سے تھوڑی سی زمین بیچ دے تو اس کی قیمت حج کے اخراجات اور بچوں کی ضرورت کے لیے کافی ہوجائے اور اس کے بعد بھی اتنی زمین بچ جائے، جس کی آمدنی اس کی معیشت کے لیے کافی ہو تو ایسی صورت میں اس پر حج فرض ہوگا۔ (الفتاویٰ الهندیة ۱/۲۱۸) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب

پھلواری شریف

پھــــــلــــــواری شــــــریف

جلد نمبر 60/70 شمارہ نمبر 01 مورخہ ۱۰/ جمادی الاولیٰ ۱۴۴۱ھ مطابق ۶/ جنوری ۲۰۲۰ء روز سوموار

غیر مہذب طریقہ

مغربی تہذیب نے مشرق کو جو چیزیں سپلائی کی ہیں، ان میں ایک کھڑے کھڑے کھانے کا طریقہ بھی ہے، ہر کاؤنٹر پر جا کر پلیٹ بڑھایئے، بیرا ایک دو چمچ کھانا، سالن، سبزی، ترکاری، روٹی ڈالتا جائے گا، سب لے کر ایک طریقہ تو یہ ہے کہ ٹیبل کرسی لگی ہوئی ہو اور آپ اس پر بیٹھ کر کھائیں، یہ طریقہ بوفے سسٹم کا حصہ ہے، پورا بوفے اس وقت ہوتا ہے جب بیٹھ کر کھانے کا کوئی موقع نہ ہو اور جانوروں کی طرح پلیٹ سے لے کر چرتے چگتے جایئے، تہذیب جدید نے اس غیر مہذب طریقۂ طعام کو رائج کیا ہے اور ہاتھ میں پلیٹ لے کر فقیر بنا دیا ہے، ان دنوں تقریبات میں کھانا پینا اسی طرح چلتا ہے، اس تہذیب نے اسلام میں کھانے کا جو سنت طریقہ ہے، اسے کالعدم ہی نہیں نسیاً منسیاً کر دیا ہے، دستر خوان پر کھانا لگانے کی روایت تقریبات میں اب لوگ بھولتے جا رہے ہیں، کچھ مجبوریاں بھی ہیں، پہلے تقریبات میں لوگوں کی شرکت خدمت کے جذبے سے ہوتی تھی، لوگ دستر خوان بچھانے، کھانا لگانے، جوٹھی رکابیاں اٹھانے، بلکہ اسے دھونے تک کو عار نہیں سمجھا کرتے تھے، اتنی بڑی تعداد میں لوگ مدعو بھی نہیں ہوتے تھے جتنے اب ہونے لگے ہیں، سیاسی لوگوں کے یہاں تو پورے اسمبلی اور پارلیمینٹری حلقہ کے لوگوں کی عام دعوت ہوتی ہے، لوگ صرف کھانے آتے ہیں، آپ کے یہاں بارات آئی یا نہیں، نکاح ہوا یا نہیں، اس سے کوئی مطلب نہیں ہوتا، آئے، کھایا، ہاتھ دھویا نہیں، ٹیشو پیپر (کاغذی رومال) سے پوچھا اور چلتے بنے، جہاں دان دکچھنا، سلامی اور نیوتہ دینے کی روایت ہے، وہاں لفافہ تھما دیا اور کام ختم ہو گیا، مرد وعورت دونوں کا یہی حال ہے، عورتیں آرائش وزیبائش میں مقابلے کے جذبے سے بن سنور کر آتی ہیں، کپڑے تبدیل کرنے کا بھی مقابلہ ہوتا ہے، ایسے میں اگر وہ عورتوں کو کھلانے میں لگ گئیں تو ان کا میک اپ تباہ ہو کر رہ جائے گا، جب لپ اسٹک کی لائنوں کو بچانے کے لیے "پاپا" کی جگہ "ڈیڈی" کہا جانے لگا ہو، ایسے میں خدمت کون کرتا ہے، مردوں میں بھی اب بننے سنورنے کا رواج عام ہے، اسی لئے اب "لیڈیز بیوٹی پارلر" کے ساتھ شہروں میں "جنٹس بیوٹی پارلر" کا پیشہ بھی عروج پر ہے، ایسے میں تقریب کرنے والوں کو ریڈی میڈ پلیٹ دے کر اپنی مرضی سے پکے ہوئے کھانے کا کاؤنٹر سے لے لینے اور چلتے پھرتے کھانا کھلا دینے میں عافیت محسوس ہوتی ہے، ہزاروں لوگ کھا کر جلدی نمٹ جاتے ہیں اور گھر والا چین کی سانس لیتا ہے، کھانا کھلانے کا یہ طریقہ مغربی ملکوں کے ساتھ مسلم ممالک میں بھی رواج پا رہا ہے اور اسلامی تہذیب و اقدار کا جنازہ نکلتا جا رہا ہے۔ اس کے علاوہ اس طرح کھانے کا بڑا نقصان کھانے کی بربادی ہے، جو مالدار ممالک ہیں، ان کے یہاں یہ بربادی زیادہ ہے، غریب ملکوں میں کم ہے، کھانے کی اس بربادی میں امریکہ سب سے آگے ہے اور اس کے بعد عرب ملکوں کا نمبر آتا ہے، ان کے یہاں بیٹھا کر کھلانے کی شکل میں بھی اتنا کھانا پلیٹ میں ڈال دیا جاتا ہے کہ اسے بچنا ہی ہے اور بچا ہوا کھانا پھینکا ہی جائے گا، دوسرا کوئی کھا نہیں سکتا، یہ عمل اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی گئی نعمت کو برباد کرنے جیسا ہے، اور نعمت کی ناقدری زوال نعمت کا سبب ہوا کرتی ہے۔

اس معاملے کا بڑا خطرناک پہلو یہ ہے کہ جو کھانا پھینک دیا جاتا ہے وہ سڑ کر ماحول میں تعفن اور بدبو پیدا کر کے فضائی آلودگی کا سبب بنتا ہے، اس کا اثر زمین، پانی، انسان، چرند وپرند شجر وحجر تک پر منفی پڑتا ہے اور اس کی وجہ سے بہت سی بیماریاں ہی پیدا نہیں ہوتیں پورا ماحول متاثر ہو جاتا ہے، ایک اندازے کے مطابق ۱.۳/ ارب ٹن کھانا ہر سال برباد ہوتا ہے، اور فضائی آلودگی پیدا کرتا ہے، حالانکہ اس دنیا میں ایک سروے کے مطابق نوے ارب لوگ وہ ہیں، جنہیں غذائی اجناس کی قلت کا سامنا ہے، اور تقریباً ۸۲ کروڑ لوگوں کو شکم سیر ہو کر کھانے کو نہیں مل رہا ہے، ایسے میں پوری دنیا میں تیار شدہ کھانے کا ایک تہائی حصہ برباد ہو جاتا ہے، اور کھانے کی بربادی کا مطلب صرف غذائی اجناس کی بربادی نہیں بلکہ یہ پیسوں، روپے، پانی، توانائی، زمین وغیرہ کی بھی بربادی ہے، اس سے پورا ماحول خراب ہوتا ہے، یہ کچرے کے ڈھیر میں سڑ کر میتھن گیس پیدا کرتا ہے، برباد ہوئے کھانے سے گرین ہاؤس گیس بھی پیدا ہوتا ہے، جو پورے ماحول کو زہریلا بنانے کا کام کرتا ہے، دنیا کے تمام ممالک اس صورت حال سے پریشان ہیں، ابھی حال ہی میں دو سو ملکوں کی کانفرنس اس حوالے سے میڈرڈ میں ہوئی تھی، مگر کسی نتیجے پر پہنچے بغیر ختم ہو گئی، اس کا صاف مطلب ہے کہ فکر مند سب ہیں، لیکن عملی اقدام کا حوصلہ ان کے اندر نہیں ہے، بلّی کو گھنٹی باندھنا چوہوں کی حفاظت کے لیے ضروری ہے، لیکن سوال یہ ہے کہ گلے میں گھنٹی کون باندھے؟

یہ حوصلہ صرف اسلام کے پاس ہے کہ وہ ہر قسم کی فضائی آلودگی سے دنیا کو بچا سکتا ہے، وہ صفائی کو ایمان کا جزو قرار دیتا ہے، کوڑے کچڑے کو ٹھکانے لگانے کا بھی اس کے یہاں ایک نظام ہے، کھانے کے سلسلے میں اس کے یہاں دستر خوان بچھا کر کھانے کا تصور ہے اور دستر خوان پر کوئی دانہ گر جائے تو اسے چُن کر کھا لینے کی بات کہی گئی ہے، نہیں معلوم کہ کس دانے میں کیا برکت ہے، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تو بادشاہوں کی دعوت میں بھی دستر خوان پر گرے دانوں کو چن کر کھا جاتے تھے اور اگر کوئی ٹوکتا تو کہہ دیتے کہ ہم ان بیوقوفوں کی وجہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کو چھوڑ نہیں سکتے، ہمیں معلوم ہے کہ ہمارے کھانے میں چیونٹی اور جانوروں کا بھی حصہ ہے، ہمارے یہاں دستر خوان سے جو چیزیں پھینکی جاتی ہیں ان میں سے ہڈی کتوں کی خوراک بن جاتی ہے، گوشت کے جو ٹکڑے چبائے نہیں جا سکے وہ بلی کے کھانے کے کام آ جاتا ہے، اگر روٹی کا ٹکڑا دستر خوان سے چُن کر نہیں کھایا گیا اور وہ باہر جھاڑ دیا گیا تو پرندوں نے کھا لیا، اور روٹی کے بُرادے چیونٹیوں کے کام آ گئے، کچھ بھی کچڑا میں نہیں گیا کہ اس کی سرانڈ سے فضائی آلودگی کا مسئلہ سامنے آئے، اس لیے غیر مہذب بوفے سسٹم کو ختم کر کے اسلامی طریقوں کو رواج دینا چاہیے، دشواریاں ہیں اور یقیناً ہیں لیکن سنت پر عمل کے جذبے سے ہم اٹھیں گے تو اللہ کی نصرت اور مدد آئے گی اور پریشانیاں دور ہوں گی صرف دشواری دشواری کی رٹ لگانے سے کچھ نہیں ہوگا، اس طرح کھانا کھلانے میں غذائی اجناس اور پکے ہوئے کھانے کی بربادی سے بچا جا سکے گا اور اس بربادی کے نتیجے میں جو پریشانیاں ہماری زندگی کو برباد کرنے پر تلی ہوئی ہیں، ہم اس سے محفوظ رہ سکیں گے۔

تلخ سچائیاں

این آر سی نے ہندوستانی شہریوں کو اندر تک دہشت اور خوف میں مبتلا کر رکھا ہے، یہ ایک غیر ضروری کام ہے، جس کا اعلان وزیر داخلہ بار بار کرتے رہے ہیں، جن لوگوں کے پاس زمین جائیداد، کھیت کھلیان، تعلیمی اسناد اور ضروری کاغذات ہیں وہ ان کو درست کرانے میں لگے ہوئے ہیں، اچھی بات ہے، اس طرح ان کے کاغذات ٹھیک ٹھاک ہو جائیں گے، کچھ لوگ اسے غیر ضروری عمل قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ این آر سی کے بائیکاٹ کا فیصلہ کرنا چاہئے، بائیکاٹ اور چیز ہے اور کاغذات کی درستگی ایک الگ چیز ہے، وقت آئے گا تو دیکھا جائے گا کہ کیا کرنا ہے لیکن کاغذات تو درست رہنے چاہئے۔

صورت حال یہ ہے کہ اس ملک میں تیس کروڑ لوگ بے زمین، ایک سو ستر لاکھ لوگ بے گھر اور پندرہ کروڑ لوگ خانہ بدوش ہیں، آٹھ کروڑ تینتالیس لاکھ لوگ آدی باسی ہیں، ۱۹۷۰ء کی مردم شماری کے مطابق چھیاسٹھ فیصد لوگ ان پڑھ تھے، آج بھی ۲۶/ فیصد لوگ ناخواندہ ہیں، جس کا مطلب ہے کہ اکتیس کروڑ لوگوں کے پاس اسناد نہیں ہیں، یہ اعداد وشمار سرکاری ذرائع سے لئے گئے ہیں، ہندوستان کے باشندوں کی یہ وہ تعداد ہے جس کے پاس شہریت ثابت کرنے کے لئے کچھ نہیں ہے، نہ زمین، نہ تعلیمی اسناد، نہ گھر اور در، ان کے علاوہ بڑی تعداد ان لوگوں کی ہے جنہیں یہ بھی پتہ نہیں کہ ان کا نام ووٹر لسٹ میں ہے بھی یا نہیں اور اگر ہے تو بھی کیا شہریت کے ثبوت کے لئے حکومت صرف اس ایک کاغذ کو مان لے گی، ظاہر ہے ایسا نہیں ہوگا، اگر نہیں ہوگا تو اتنی بڑی تعداد کی شہریت خطرے میں پڑ جائے گی اور انہیں جیل نما سینٹر میں ڈال دیا جائے گا، یہ عجیب و غریب بات ہے کہ حکومت این آر سی کے بعد باہر سے آنے والے ہندو، سکھ، عیسائی، بدھ، جین اور پارسیوں کے لئے دستاویزات اور کاغذات تیار کرے گی اور جو اس ملک میں زمانہ دراز سے رہ رہے ہیں، ان سے کاغذات مانگے گی اور نہیں ہیں تو انہیں گھس پیٹھئے قرار دے کر ملک بدر کرنے کی مہم چلائے گی، یہ نہیں ہوا تو جیلوں میں ڈالے گی؛ حالانکہ اسے خوب اچھی طرح معلوم ہے کہ یہاں رافیل سودے کے کاغذات گم جاتے ہیں، اجودھیا میں رام جنم بھومی ثابت کرنے کے لئے نرموہی اکھاڑے کو کاغذات نہیں ملتے، وزیر اعظم کی ڈگری گم ہو جاتی ہے، نوکریوں کی فہرست غائب ہو جاتی ہے، ایسے ملک میں سرکار کو پچاس سال پرانے کاغذات شہریت سے متعلق صحیح صحیح ملنے چاہئے، ہے نا لطیفے جیسی بات، اس کا مطلب ہے کہ جس طرح آدھار کارڈ، نوٹ بندی، جی ایس ٹی نمبرات حصول کے لئے سارے کام چھوڑ کر لوگوں کو قطار بند ہونا پڑا تھا، انہیں پھر سے قطار بند ہونا ہوگا اور اس کے بعد بھی کچھ حاصل نہیں ہوگا، اس لئے حکومت کو نوشتۂ دیوار پڑھنا چاہئے اور ایگو (EGO) اور انا سے دور رہ کر اپنے اس فیصلے کو واپس لینا چاہئے، ان پی آر کے چور دروازے سے بھی ان آر سی کی طرف قدم نہیں بڑھانا چاہئے؛ کیوں کہ یہ ملک کی سالمیت کو خطرے میں ڈالنے والا عمل ہوگا، پارلیامنٹ میں اکثریت کے بل پر قانون کا پاس کروا لینا اور بات ہے اور عوامی تحریک کی ان دیکھی کرنا بالکل دوسری بات، جو خطرات منڈلا رہے ہیں، اس کے بارے میں حکومت کو سمجھ لینا چاہئے کہ "کسی دیوار نے سیل جنوں روکا نہیں اب تک" اور یہ کہ

پاگل آندھی توڑ کے رکھ دیتی ہے بند دروازوں کو
اندر آنا منع ہے لکھ کر لٹکانے کا حاصل کیا

سرد لہر

پورے ہندوستان میں اس وقت سرد لہر چل رہی ہے، بہار میں درجۂ حرارت کی گراوٹ نے پینتیس سال اور بقول بعضے پچاس سال کا ریکارڈ توڑ دیا ہے، پچھیا ہوا اور کپکپانے والی سردی سے انسان، جانور سب بے حال ہیں، بند کمروں میں سرد ہوا جب جسم وجان کی کارکردگی کو متاثر کر رہی ہے تو ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جن کے پاس بدن ڈھانکنے کو کپڑے نہیں ہیں اور جن کے سر پر چھت کے نام پر آسماں ہی ہے، فٹ پاتھ پر زندگی بسر کرنے والے اور ہاتھ کا تکیہ بنا کر رین بسیروں میں سو جانے والے مفلس اور غریب انسانوں کا کیا حال ہو رہا ہوگا، اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے، آمد ورفت کے وسائل، ٹرین، بس، ہوائی جہاز وغیرہ پر بھی ٹھنڈ اور کہرے کا اثر ہے، راجدھانی ایکسپریس جیسی ٹرینیں چھ چھ گھنٹے لیٹ چل رہی ہیں، کئی ٹرینیں رد کر دی گئی ہیں اور ہوائی جہاز کی پروازیں بھی منسوخ ہو رہی ہیں، نظام زندگی متاثر ہو کر رہ گیا ہے اور کاروبار زندگی ٹھپ ہوتا جا رہا ہے، فصلوں پر بھی اس کے منفی اثرات مرتب ہو رہے ہیں، ظاہر ہے سرد لہر کے اس قہر کو روکنا یا کم کرنا، ہمارے بس میں نہیں ہے، قدرت کے فیصلوں کے آگے انسان ہمیشہ بے بس نظر آتا ہے۔

اس موقع سے جو کچھ ہم کر سکتے ہیں، وہ یہ کہ غریبوں مفلسوں اور فقیروں کے لیے ٹھنڈ سے بچنے کا انتظام کریں، اور اس کی بہتر شکل یہ ہے کہ ان کے لیے گرم کپڑے، اوڑھنے کے لئے کمبل، رضائیاں وغیرہ فراہم کرائی جائیں، پھر یہ کمبل چادر نما نہ ہو، بلکہ اس قدر گرم اور ضخیم ہو کہ وہ ٹھنڈ دور کر سکے، آپ کے ارد گرد جو آبادی ہے اس میں ایسے لوگوں کا انتخاب کیجئے اور انہیں مدد پہنچایئے، ان کی ضرورتوں کا خیال رکھئے، آپ کی تھوڑی سی توجہ غریبوں کے اس مسئلہ کو دور کرنے کے لیے کافی ہے، آپ ان پر رحم کیجئے، اللہ آپ پر رحم کرے گا، آپ ان کا خیال رکھیں، اللہ آپ کا خیال رکھے گا، ہر آبادی کے امراء و صاحب ثروت لوگ اس کام کا بیڑا اٹھا لیں تو کسی آبادی میں کوئی غریب ٹھنڈ سے نہیں مرے گا، امارت شرعیہ بھی اپنے محدود وسائل میں اس کام کو کر رہی ہے، جو لوگ خود اس کام کو نہ کر سکتے ہوں وہ امارت شرعیہ کے بیت المال میں رقم بھیج کر بھی اس کار خیر میں شریک ہو سکتے ہیں، باخبر ذرائع کا کہنا ہے کہ سرد لہر کا قہر ابھی جاری رہے گا، امارت شرعیہ ایسے لوگوں کا سروے کرا کر اپنے دار القضاء کی زیر نگرانی ہر سال اس کام کو کرواتی ہے، امسال بھی اس مہم کا آغاز کر دیا گیا ہے، آپ کی توجہ سے یہ کام بڑے پیمانے پر کیا جا سکتا ہے اور غریبوں کی پریشانیاں دور کی جا سکتی ہیں، یاد رکھیے آپ کی آمدنی میں غریب، مسکین، سائل اور محروم کا بھی حصہ ہے، اور زکوۃ کے علاوہ انفاق فی سبیل اللہ کی دوسری شکلیں بھی ہیں، غرباء اور ضرورت مندوں میں کمبل کی تقسیم بھی اس کی ایک شکل ہے۔

یادوں کے چراغ

سید حسن نواب حسن مرحوم

: مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

فی البدیہہ، پرُ گو، دبستان عظیم آباد کے نامور نظم نگار شاعر حسن نواب حسن نے پیغمبر پور کلہوہ ضلع مظفر پور میں ۷/دسمبر ۲۰۱۹ء کے آغاز پر شب کے دو بجے داعیٔ اجل کو لبیک کہا، وہ چند روز قبل اپنے نواسے کی شادی میں شرکت کے لیے وہاں گئے تھے، ان کی اکلوتی لڑکی کا انتقال کئی سال قبل ہو گیا تھا، غم نے ان کے جسم وجاں پر اثر ڈالا تھا وہ بلڈ پریشر اور عارضۂ قلب کے مریض تھے، آناً فاناً رات میں تکلیف ہوئی اور اسپتال پہنچنے کے قبل ہی جان جاں آفریں کے سپرد کر دیا، جنازہ اسی دن بعد نماز ظہر اُٹھا، نماز جنازہ ان کے داماد ارتضیٰ علی کے گھر کے باہر باغ میں مولانا سید اسد رضا سابق صدر مدرس مدرسہ سلیمانیہ نواب روڈ پٹنہ سیٹی نے پڑھائی اور پیغمبر پور کلہوہ مظفر پور میں ہی امام باڑہ بیت الاحزان سے ملحق قبرستان میں تدفین عمل میں آئی۔

پسماندگان میں اہلیہ اور ایک لڑکا سید محمد علی ارمان کو چھوڑا ان کے علاوہ پوتے پوتیوں نواسے نواسیوں سے بھرا پرُا خاندان موجود ہے، سوگواروں میں خاندان کے ساتھ ایک بڑی تعداد ان کے مداحوں اور ان کے حسن اخلاق کے اسیروں کی ہے، جن کے لیے ان کا اس طرح انسانی ذہن وادراک کے اعتبار سے اچانک اٹھ جانا سوہان روح ہے، حالانکہ قضاء اور قدر کا فیصلہ اٹل ہوتا ہے، انسان اچانک اس لئے کہتا ہے کہ اسے پہلے سے وقت موعود کا علم نہیں ہوتا۔

سید حسن نواب حسن بن سید خورشید نواب ایڈووکیٹ (م ۱۹۹۲ء) بن ارشاد حسن بن چودھری ہادی بخش کی ولادت شہر گیا کے محلّہ پنچایتی اکھاڑہ توت باری میں تعلیمی اسناد کے مطابق ۲/نومبر ۱۹۴۰ء کو ہوئی، ان کا سلسلہ نسب امام علی رضا سے ملتا ہے، والد سرکاری وکیل تھے، لیکن ذریعہ معاش زمینداری تھی، ابتدائی تعلیم گھر پر اتالیق سے حاصل کی، جن کا نام مظفر حسین ضبط کاظمی تھا، اس باکمال استاذ نے حسن نواب حسن کے اندر اردو اور فارسی کی تعلیم کے ساتھ علم العروض سے بھی واقفیت بہم پہنچادی، ہادی ہاشمی ہائی اسکول سے میٹرک کرنے کے بعد انہوں نے آگے کی تعلیم جاری رکھی، بی اے کے بعد ایم اے میں داخلہ لیا، لیکن اسی درمیان ان کو لائف انشورنس کارپوریشن (LIC) میں ڈویلپمنٹ افسر کی نوکری مل گئی اور وہ اسی کے ہو کر رہ گئے، اپنی محنت لگن، ایمانداری کی وجہ سے انہوں نے ترقی کے منازل طے کرنے شروع کیے اور جب وہ ۲۰۰۰ء میں سبکدوش ہوئے تو وہ ال آئی سی میں اے ڈی ام کے عہدہ پر تھے، سبکدوشی کے بعد بھی وہ ال آئی سی کے ٹریننگ سینٹر میں لیکچر کے لیے مدعو کئے جاتے تھے اور کارپوریشن ان کی صلاحیت، صالحیت اور تجربے سے فائدہ اٹھاتی رہی تھی۔

حسن نواب حسن کی سسرال بھی مظفر پور تھی، ان کی شادی ۱۹۵۹ء میں مظفر پور کے رئیس ظہیر حسین ساکن کمرہ محلّہ کی دختر نیک اختر سے ہوئی تھی، ۱۹۹۰ء سے انہوں نے پٹنہ کو اپنا وطن ثانی بنا لیا تھا، لیکن محرم، چہلم اور تقریبات کے موقع سے وہ گیا میں ہفتوں فروکش ہوتے، اہل تشیع کے یہاں جتنی مجلسیں ہوتی ہیں، سب کا انعقاد کراتے، بیٹی کے انتقال کے بعد وہ مجلسوں کا انعقاد مظفر پور میں بھی کراتے تھے اور شرکت کو ضروری سمجھتے تھے، سبکدوشی کے بعد وہ بہت دنوں تک کنکڑ باغ میں رہتے رہے، لیکن ابھی چند سال قبل انہوں نے ہارون نگر سیکٹر ۲ میں اپنا مکان بنا لیا تھا اور بود وباش یہیں اختیار کر لی تھی۔

حسن نواب حسن کب میرے دل میں آبسے اور کب ان سے راہ ورسم ہوئی، مجھے بالکل یاد نہیں، شاید میرے مضامین نے جو مختلف اخبارات میں چھپتے رہتے ہیں انہیں میری طرف متوجہ کیا، کسی کتاب کی تقریب اجراء تھی، وہ مجھے دعوت دینے آئے تھے اور میں نے اس موقع سے کتاب کی مناسبت سے چند جملے اپنے مولویانہ انداز میں کہے تھے جو ان کو بھا گئے اور ایسے بھائے کہ پروگرام میں جہاں ان کا اثر ونفوذ ہوتا، مجھے ضرور بلواتے، میرا سفر جب ایران کا ہوا تو احوال واقعی جاننے کے لیے امارت شرعیہ آئے، ایک پارٹی بھی دینے کا ارادہ کیا تھا، لیکن مجھے ہی فرصت نہیں ملی، خود جب کربلا گئے تو کئی تحفے میرے لئے لے کر آئے، ان کی تفصیل تو مجھے یاد نہیں، لیکن ایک قلم یادگار رہے جو وہ میرا نام لکھوا کر لیتے آئے تھے، اس کا مطلب یہ ہے کہ میں اس سفر میں ان کو یاد تھا، میں گذشتہ سال حج کو جانے لگا تو مٹھائی اور گلے کا ہار لے کر آئے، شوگر کی وجہ سے میں نے مٹھائی کھانے سے انکار کیا تو اپنے ہاتھ سے کھلایا اور کہا کہ کچھ نہیں ہوگا، ایک تہنیتی نظم بھی لکھ کر لائے تھے جو اپنی زبان سے سنایا، ان کا لڑکا بھی ساتھ تھا، میرے گلے میں ہار ڈال کر، گلے سے لگ کر بیٹے کو کہا کہ اسے محفوظ کر لو، بیٹے نے اسے موبائل میں محفوظ کر لیا، حج سے آیا تو پھر ملنے آئے، اپنی کئی نظموں کے بارے میں وہ میری رائے جاننے کے خواہش مند تھے، لیکن میری مصروفیت نے ان کی نظموں میں مشغول ہونے کا موقع نہیں دیا اور وہ دنیا سے چلے گئے، جس دن مظفر پور جا رہے تھے فون کیا اور کہا کہ میں دس دن کے لیے مظفر پور جا رہا ہوں، نواسہ کی شادی ہے، آتے ہی حاضر ہوں گا، انہیں کیا معلوم تھا کہ اب ان کی حاضری پٹنہ میں نہیں ہو پائے گی۔

وہ مجھ سے بے پناہ محبت کرتے تھے، کئی موقعوں سے انہوں نے میرے اوپر اور میری طبع ہونے والی کتابوں پر نظمیں لکھیں، گذشتہ مجلس شوریٰ کے موقع سے میری گزارش پر حضرت امیر شریعت اور امارت شرعیہ کی شان میں تہنیت نامہ لکھ لائے اور مجلس شوریٰ میں خود ہی پڑھ کر سنایا، میری کتابوں کے اجراء کے موقعہ سے میرے گاؤں حسن پور گنگھٹی، بکساما، ویشالی اور مہوا بھی گئے، اور یہ سارا کچھ للہ فی اللہ ہی ہوا کرتا تھا، میں انہیں اخراجات سفر دینے کی ہمت نہیں جٹا پاتا، وہ خلوص ومحبت میں اپنے جیب پر سب کچھ برداشت کرتے رہتے، وہ انتہائی ملنسار، خوش اخلاق، وضعدار اور دوسروں کی آرام وراحت کا خیال رکھنے والے تھے، مرنے کے بعد بھی ان کے وارثوں نے اس کا خیال رکھا، اسی دن نواسہ کی بارات تھی، اس لیے تدفین کا فیصلہ مظفر پور میں ہی کر لیا گیا، کیونکہ پٹنہ یا گیا لے جانے کی صورت میں اس دن شادی نہیں ہو سکتی تھی، اور لڑکی والوں کا بڑا نقصان ہو جاتا۔ (بقیہ صفحہ ۱۰/پر)

کتابوں کی دنیا

تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں

حیات ابو المحاسن

: ایڈیٹر کے قلم سے

مولانا اختر امام عادل صاحب اپنے ہم عصروں میں ممتاز فقیہ، اسلامی مؤرخ اور بڑے محقق کی حیثیت سے جانے پہچانے جاتے ہیں، ان کی فقہی، تاریخی اور محققانہ نگارشات نے اہل علم وفن سے داد تحسین حاصل کیا ہے، حضرت امیر شریعت مفکر اسلام مولانا محمد ولی رحمانی صاحب دامت برکاتہم نے اسی کتاب کے مقدمہ میں لکھا ہے کہ ''الحمد للہ مصنف جواں سال، مگر کہنہ مشق اہل قلم، صاحب تصانیف، صاحب فقہ وفتاویٰ ہیں، انہیں زبان وادب اور شریعت وطریقت سے بھی گہرا لگاؤ ہے، اللہ تعالیٰ نے انہیں زود نویسی اور خوب نویسی کی دولت سے مالا مال کیا ہے اور یہ کتاب ان باتوں کی کھلی شہادت ہے''۔

حیات ابو المحاسن رحمۃ اللہ علیہ کے سرورق پر اس کتاب کا جو مختصر تعارف پیش کیا گیا ہے اس میں لکھا ہے کہ یہ کتاب ''مفکر اسلام حضرت علامہ ومولانا ابو المحاسن سید محمد سجادؒ کے حالات وکمالات، امتیازات وخصوصیات، علمی، دینی، ملی، قومی وسیاسی خدمات، افکار ونظریات اور بہت سے علمی فکری اور تاریخی مباحث پر مشتمل ایک تحقیقی دستاویزی مرقع، کئی اداروں اور تحریکات کی مستند تاریخ اور مکمل سوانح حیات'' ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ اس کتاب کا مختصر میں اس سے عمدہ تعارف نہیں کرایا جا سکتا۔

حیات ابو المحاسن آٹھ سو آٹھ (۸۰۸) صفحات پر مشتمل ہے، اسے اٹھارہ ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے، اور قدیم طرز کے مطابق ہر ابواب کے ذیل میں کئی کئی فصلیں اور ان فصلوں کے تحت ذیلی عناوین ہیں، ابواب کے آغاز سے قبل مولانا ابو المحاسن سید محمد سجادؒ پر شائع شدہ اب تک کی کتابوں کے سرورق کا عکس دیا گیا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کتاب کی تالیف کے وقت ساری کتابیں مولانا کے زیر مطالعہ تھیں، ٹائٹل کے عکس کے بعد مخدوم گرامی قدر حضرت امیر شریعت کی قیمتی تحریر ''تلاش وتحقیق کے بعد یہ کتاب تیار ہوئی ہے'' کے عنوان سے ہے، مشہور محقق مولانا نور الحسن راشد کاندھلوی صاحب کی بھی ایک تحریر ''ایک ضرورت کی تکمیل'' کے عنوان سے شامل کتاب ہے، اس کے بعد انیس صفحات میں حروف اولیں کے عنوان سے سوانحی سرگذشت اور تالیف کتاب کا پس منظر بیان کیا گیا ہے اور بہت کھل کر محققانہ انداز میں باتیں کہی گئی ہیں، پھر ابواب کا سلسلہ شروع ہوتا ہے، جس میں (۱) عہد، علاقہ، خاندان (۲) ولادت سے تعلیم وتربیت تک (۳) حضرت مولانا محمد سجادؒ کے اساتذہ کرام (۴) نکاح، ازدواج واولاد (۵) تعلیم روحانی وتزکیۂ باطن (۶) علمی مقام ومرتبہ (۷) علمی خدمات (۸) تحریک خلافت اور حضرت مولانا ابو المحاسن سجادؒ (۹) جمعیت علماء ہند کا قیام (۱۰) امارت شرعیہ (۱۱) ہندوستان میں اسلامی نظام قضاء کا نفاذ (۱۲) دعوتی اصلاحی وفلاحی خدمات (۱۳) حضرت مولانا ابو المحاسن محمد سجاد کی سیاسی زندگی (۱۴) حزب اللہ کا قیام (۱۵) موجودہ ملکی وعالمی حالات کے تناظر میں حضرت مولانا سجاد کے افکار ونظریات کی معنویت (۱۶) محاسن اخلاق، کمالات وامتیازات (۱۷) حضرت مولانا ابو المحاسن محمد سجادؒ کی اولیات (۱۸) وفات حسرت آیات کے عنوان سے ابواب کے تحت ابو المحاسن مولانا محمد سجادؒ کی حیات وخدمات کا احاطہ کیا گیا ہے، پھر ایک تفصیلی فہرست مندرجات حواشی کی ہے، جن شخصیات کا تذکرہ اندرون صفحات آیا ہے، اس پر تحقیقی نوٹس لکھا ہے، جس کو الگ کر کے شائع کر دیا جائے تو وہ خود ایک کتاب ہے اور انتہائی قیمتی ہے، یہ سوانحی معلومات فٹ نوٹس کے طور پر درج ہیں، تاکہ جہاں کسی کا نام آیا ہے وہیں قاری کو ان کے بارے میں معلوم ہو جائے کہ وہ کون تھے؟ اور ان کی خدمات کیا ہیں؟ وفات حسرت آیات کے تحت شعراء کی نظمیں اور پھر آئینۂ حیات کے تحت اجمالی سوانحی خاکہ ماہ وسال کے ساتھ درج کیا گیا ہے، مزار پر نصب کتبہ کی تصویر بھی زینت کتاب ہے، مولانا نے اس کتاب کی تصنیف میں جو محنت شاقہ کی ہے اور جتنا پتّہ پانی کیا ہے، اس کی داد نہ دینا، بے داد ہے، حضرت امیر شریعت دامت برکاتہم نے لکھا ہے کہ ''حضرت سجاد پر یہ کتاب قیمتی ہے اور ان کی زندگی کے بہت سے گوشوں کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے، اب تک ان پر جو کچھ لکھا گیا ہے، اس کا تحقیقی اور تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے، اور تلاش وتحقیق کے بعد یہ کتاب تیار ہوئی ہے، اس کتاب کو آخری شکل دے کر مصنف محترم نے بڑی خدمت انجام دی ہے'' (ص ۴۸) مولانا نور الحسن راشد کاندھلوی نے لکھا ہے کہ ''مولانا مفتی اختر امام عادل صاحب نے حضرت مولانا سجاد صاحب کی یہ سوانح ترتیب دے کر وقت کے ایک اہم تقاضہ اور مطالبہ کو پورا کیا ہے'' واقعہ یہ ہے کہ ان کی مکمل سوانح کی ترتیب کا کام فرض بھی تھا اور قرض بھی، ہمیں خوشی ہے کہ مولانا اختر امام عادل جیسے محقق نے اس فرض کی ادائیگی کر کے ہم سب کی طرف سے قرض کو اتار پھینکا ہے، اللہ انہیں اس کا بہتر بدلہ عطا فرمائے۔

گذشتہ چند سالوں سے مولانا موصوف نے حضرت مولانا ابو المحاسن محمد سجادؒ کو اپنی تحقیق کا موضوع بنایا ہے، اور کم وقت میں دو کتابیں تو ان کے نام ہی سے شائع ہوئیں، ایک تذکرہ ابو المحاسن جو جمعیت علماء ہند کے زیر اہتمام ۱۵/دسمبر ۲۰۱۸ء کو منعقد سیمینار میں پیش کردہ مقالات کا مجموعہ ہے اور ایک زیر تبصرہ یہ کتاب، اس کے علاوہ مفکر اسلام مولانا ابو المحاسن سید محمد سجاد، مولانا طلحہ نعمت ندوی کی ترتیب ہے، جس کی تقدیم اور نظر ثانی کا کام بھی مولانا اختر امام عادل نے کیا ہے، ممکن ہے آئندہ یہ سلسلہ اور دراز ہو۔

اس کتاب کا ناشر جامعہ ربانی منوروا شریف سمستی پور ہے، طباعت فرید بک ڈپو دہلی کے ذریعہ ہوئی ہے، پروف ریڈنگ کا کام محنت سے کیا گیا ہے، پھر بھی اغلاط رہ گئی ہیں، علامہ شبلی نے کہیں لکھا ہے کہ ''کاتب لکھے اور غلطی نہ ہو یہ ناممکنات میں سے ہے، اب کاتب کی جگہ کمپوزر کر دیجئے، جلد سازی اچھی نہیں ہے، جزو بندی رہتی تو پڑھنے میں سہولت رہتی۔ (بقیہ صفحہ ۱۰/پر)

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا داعیانہ کردار

مولانا محمد احمد سجّادی کارکن امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ

قرآن مجید میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مختلف صفات کا تذکرہ آیا ہے، مختلف حیثیتوں سے آپ ؐ کو یاد کیا گیا ہے، لیکن ان میں سب سے نمایاں حیثیت اور صفت جس کا تذکرہ بار بار آیا ہے، وہ آپ ؐ کا مخلص و مربی داعی ہونے کی حیثیت سے لوگوں کو ایک اللہ کی طرف بلانا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے اندر آپ ؐ کی داعیانہ صفت کو مختلف الفاظ میں بیان فرمایا ہے، کبھی آپ ؐ کو شاہد کہا گیا یعنی جن حقیقتوں کی آپ دعوت دیتے ہیں آپ ؐ کو ان پر اتنا یقین تھا کہ گویا آپ ؐ نے ان حقیقتوں کو بنفس نفیس دیکھا ہو اور اسی کی گواہی دے رہے ہوں اور حق بھی یہی ہے کہ معراج میں آپ ؐ نے ان حقیقتوں کا بذات خود مشاہدہ کیا تھا۔ اسی طرح قرآن نے آپ ؐ کو بشیر اور مبشر کی صفت سے بھی متصف کیا ہے یعنی ایسی خبروں اور ایسی چیزوں کی دعوت جو خوش آئند ہو، جو مخاطب کے دلوں کو مسرور کر دے، جسے سن کر امیدوں کے چراغ جلنے لگیں اور ناامیدی اور یاس سے نجات مل جائے، یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں زیادہ تر ایمان کی دعوت دیتے ہوئے جنت کی نعمتوں اور دنیا و آخرت کی فلاح و کامیابی کا ذکر ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کا گورنر بنا کر بھیجا تو یہی نصیحت کی کہ بَشِّرُوْا (خوشخبری دینا) وَلَا تُنَفِّرُوْا (ایسی بات نہ کہنا جو نفرت کی داعی ہو) وَيَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا (دین کو آسان کر کے پیش کرنا مشکل اور دشوار بنا کر نہیں)۔ (بخاری شریف :۲۲۶۱، ۶۱۲۴، مسلم :۱۷۳۳) اسی طرح قرآن نے آپ ؐ کو نذیر کے نام سے بھی یاد کیا ہے یعنی ڈرانے والا۔ بسا اوقات انسان محض شوق کی بنا پر نیک عمل پر آمادہ نہیں ہوتا جب تک کہ اسے خوف نہ دلایا جائے، یہی وجہ ہے کہ دنیا میں بھی حق کو ثابت کرنے اور باطل پر نکیل کسنے کے لئے تعزیری قوانین کی ضرورت پیش آئی، اسی لئے جنت کی خوشخبری کے ساتھ ساتھ دعوت حق کو نہ ماننے والوں کے لئے اللہ نے حضور ؐ کو دوزخ کی آگ سے ڈرانے والا بھی بنا کر بھیجا اور یہ ڈرانا محبت وشفقت کی بنا پر ہے ظلم کی بنا پر نہیں جیسا کہ والدین اولاد کو اور اساتذہ اپنے شاگردوں کو شفقت و محبت کی بنا پر تنبیہ کے لئے ڈراتے ہیں، اسی طرح قرآن نے کہیں آپ ؐ کو مذکر تو کہیں معلم اور کہیں مزکی تو کہیں منادی سے تعبیر کیا ہے اور یہ سارے صفات حضور ؐ کے داعی کبیر ہونے کی طرف اشارہ کرتے ہیں، مذکر ہونے کی حیثیت سے آپ ؐ سب سے بڑے نصیحت کنندہ کہلائے، آپ ؐ کی نصیحت میں وہ اثر ہوتا کہ پتھر دل موم اور پتھریلی آنکھیں اشک بار ہو جاتیں، معلم ہونے کی حیثیت آپ ؐ نے سارے جہاں کو علم و عمل کے نور سے بھر دیا، جہالت کی تاریکیاں چھٹ گئیں، آپ ؐ نے اپنے علم کی روشنی سے ضلالت و گمراہی سے بھرے سینوں میں نور ایمان کی کرن اور اخلاق و عمل کی شمع روشن کر دی۔ آپ ؐ منادی ہونے کی حیثیت سے لوگوں کو ایک اللہ کی طرف بلانے والے داعی کبیر کہلائے، آپ کی دعوت کا اثر یہ ہوا کہ دین اسلام صحرائے عرب سے نکل کر عجمیوں کے دلوں میں بسنے لگا اور وہ دن دور نہیں جب اللہ کے رسول ؐ کی وہ پیشن گوئی سچ ثابت ہو جائے کہ ایک ایسا وقت آئے گا جب اسلام ہر کچے پکے مکان میں داخل ہو جائے گا۔ (الحدیث)

مزکی ہونے کی حیثیت سے آپ ؐ لوگوں کی زندگیوں کو گناہوں سے پاک کرنے والے بنے، دین کو سینے کے اندر اور کفر کو سینہ سے باہر نکالا، آخرت کو دلوں کے اندر اور دنیا کو دلوں سے باہر کا راستہ دکھایا۔ غرض ان تمام صفات میں دعوت کا پہلو واضح اور نمایاں ہے اور یہی انبیاء کرام علیہم السلام کا مقصد اصلی ہے، یہی صفات آپ ؐ کی داعیانہ حیثیت کو واضح کرتی ہیں اور اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ امت کا سب سے بڑا فریضہ یہی ہے کہ وہ لوگوں کو راہ حق کی طرف بلائے، اس طریقہ کار میں وہ نسخہ کیمیا ہے کہ جس کے ذریعہ دین کے راستہ میں بچھے ہوئے کانٹوں کو ہٹایا اور اسلام دشمن طاقتوں کے دلوں میں سلگنے والے شعلوں کو بجھایا جا سکتا ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پوری زندگی ایک داعی کی طرح گذاری ہے، آپ ؐ نے جہاں لوگوں کو انفرادی طور پر دعوت دی وہیں آپ ؐ نے اجتماعی طور پر بھی دعوت دی، جب آپ ؐ نے ابتداء میں انفرادی طور پر حضرت خدیجہ، حضرت ابوبکر، حضرت علی، حضرت زید بن حارثہ، حضرت عثمان بن عفان، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت طلحہ بن عبید اللہ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم وغیرہ کو اسلام کی دعوت دی تو ان میں سے بعض نے بلا تامل اور بعض نے غور و فکر کے بعد بلا کسی مخالفت کے اسلام قبول کر لیا، حضور ؐ کی باتوں میں لوگ اس طرح محو ہو جانے لگے، گویا ان کی سماعت، ان کی بصارت اور ان کے حرکات و سکنات سب حضور ؐ کے تابع ہو چکے ہوں، یہ دیکھ کر مکہ والے آپ ؐ کی اثر پذیر باتوں کو جادو کے الفاظ اور دعوت کے مخصوص طریقہ کار کو سحر بیانی کا طریقہ کہنے لگے اور کبھی مجنوں تو کبھی آسیب زدہ کہنے لگ گئے۔

ایک مرتبہ ایک صحابی حضرت ضمادؓ (جو اس وقت مسلمان نہیں ہوئے تھے) مکہ آئے، انہوں نے لوگوں کو آپ ؐ کے بارے میں مجنوں اور آسیب زدہ کہتے ہوئے سنا (یہ صاحب جنون اور آسیب زدہ وغیرہ کا علاج کرنا جانتے تھے) انہوں نے خواہش کی کہ آپ ؐ کا علاج کریں اسی غرض سے آپ ؐ سے ملاقات کے لئے آپ ؐ کے پاس آئے، مگر جب آپ ؐ کی گفتگو سنی تو بے ساختہ کہہ اٹھے کہ واللہ یہ شخص کبھی مجنوں نہیں ہو سکتے، چنانچہ آپ ؐ نے انہیں دعوت اسلام دی تو وہ فوراً کلمہ پڑھ کر مشرف بہ اسلام ہو گئے، جب آپ ؐ کو کھلم کھلا دعوت دینے کا حکم ملا تو صفا پہاڑی پر چڑھ کر قریش کو علی الاعلان دین کی دعوت پیش کی، حج کے موقع پر آپ ؐ مکہ، منیٰ اور مقامات مقدسہ پر تشریف لے جاتے اور وہاں آنے والے حجاج کرام کو دین اسلام کی دعوت پیش کرتے، عکاظ، مجنہ اور ذوالمجاز کے میلوں میں بھی جا کر آپ ؐ نے اسلام کی دعوت پیش کی، یہ اور اس طرح کے بے شمار واقعات آپ ؐ کے داعیانہ کردار کو واضح کرتے ہیں، نیز آپ ؐ کی دعوتی فکر کو دیکھتے ہوئے اللہ رب العزت کا ترس کھا کر قرآن میں آیت کریمہ نازل کرنا ’’فلعلک باخع نفسک علی اٰثارھم‘‘ (ایسا لگتا ہے کہ آپ ان لوگوں کے پیچھے اپنے آپ کو ہلاک کر ڈالیں گے) اور دوسرے موقع پر اللہ رب العزت کا آپ ؐ کو لوگوں تک اپنا پیغام پہنچانے کے لئے آیت نازل فرما دینا ’’یایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس‘‘ (اے رسول ؐ! آپ پر جو آپ کے رب کی جانب سے اتارا گیا اسے دوسروں تک پہنچائیں، اگر آپ نے ایسا نہیں کیا تو گویا آپ نے رسالت کا حق ادا نہیں کیا اور ڈرئے مت! اللہ تعالیٰ لوگوں سے آپ کی حفاظت فرمائے گا)۔

مذکورہ بالا پہلی آیت میں جہاں اللہ رب العزت نے حضور ؐ کی دلجوئی کی ہے وہیں دوسری آیت میں اللہ نے دعوت کی پرزور ترغیب و ترہیب بھی دی ہے، جس سے معلوم یہ ہوتا ہے کہ جان پر آفت مول لے کر یعنی دن رات دعوت میں لگ کر بقیہ کاموں کو نظر انداز نہ کیا جائے اور نہ یہ کہ دعوت کے مواقع ہاتھ آنے کے بعد انہیں ہاتھ سے جانے دیا جائے بلکہ اپنی دیگر ضروریات کی تکمیل کے ساتھ ساتھ حتی الوسع دعوتی فریضہ کو بھی انجام دیا جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علی الاعلان دعوت کا کام کرنے کا حکم اس وقت ملا جب مسلمان نہایت کمزور اور لاچار تھے، ایمانی قوت کے علاوہ کوئی اور طاقت ان سے وابستہ نہ تھی، ایسے حالات میں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کوہ صفا پر چڑھ کر کلمہ توحید کی صدا بلند کی تو سب سے پہلے آپ ؐ کے چچا ابولہب نے یہ کہتے ہوئے آپ ؐ کی مخالفت کی ’’تبًّا لک ألھذا جمعتنا‘‘ (نعوذ باللہ تو ہلاک ہو جائے کیا اسی کے لئے تو نے ہم سب کو جمع کیا تھا؟) علی الاعلان حضور ؐ کی یہ پہلی دعوت تھی جس میں آپ ؐ کے چچا نے ہی آپ ؐ کی حوصلہ شکنی کی کوشش کی، مگر آپ ؐ نے ہمت نہ ہاری بلکہ آپ ؐ کی آواز روز بروز بلند تر ہوتی چلی گئی، نتیجہ یہ ہوا کہ لوگ آپ ؐ کے دشمن بن بیٹھے، حتی کہ آپ ؐ کے قتل کا بھی منصوبہ بنا لیا، مگر اللہ نے ’’واللہ یعصمک من الناس‘‘ کہہ کر جو آپ ؐ کی حفاظت کا وعدہ فرمایا تھا، اس کے سامنے لوگوں کی ایک نہ چلی اور مکہ میں آپ ؐ اپنی حکمت بھری دعوت سے لوگوں کے دلوں کو جھنجھوڑتے رہے، جس کے نتیجہ میں بڑے بڑے سرداران مکہ کو ایمان کی دولت نصیب ہوئی، زندگی گذارنے کا سلیقہ آیا، فحاشی و بے حیائی پر لگام لگا اور کفر و بت پرستی سے نجات ملی۔

تیرہ سالہ مکی دور میں آپ ؐ کو دعوت دین سے روکنے کے لئے عزت و رفعت اور جاہ و منصب کا لالچ دیا گیا، اس پر بس نہ ہوا تو ڈرایا اور دھمکایا گیا، پتھروں سے آپ ؐ کو مارا گیا، گلے میں پھندا لگا کر کھینچا گیا، حتی کہ اونٹ کی اوجھڑی آپ ؐ کی پشت مبارک پر ڈال دی گئی، مگر چونکہ حضور ؐ کو ’’واللہ یعصمک من الناس‘‘ پر یقین کامل تھا، اس لئے آپ ؐ اپنے مشن سے پیچھے نہ ہٹے، پھر جب مدنی دور آیا تو ابتداء میں دعوت کے راستہ میں پریشانیاں تو پیش آئیں مگر صلح حدیبیہ کے بعد جو دعوت دین کا فائدہ سامنے آیا تو آسمان نے وہ منظر بھی دیکھا کہ جس مکہ سے آپ ؐ نکلنے پر مجبور ہوئے تھے اسی مکہ پر آپ ؐ کی حکومت قائم ہو گئی اور جن لوگوں نے آپ ؐ کو نعوذ باللہ مجنون، ساحر اور نہ جانے کیا کیا اور کیسے کیسے برے القاب سے نوازا تھا انہیں لوگوں نے اسلام قبول کر کے دین اسلام کو تقویت بخشی۔

حضور ؐ کی داعیانہ صفت کا تذکرہ صرف قرآن و حدیث ہی میں محدود نہیں ہے، بلکہ برادران وطن کی مذہبی کتابوں کے اندر بھی موجود ہے اور کیوں نہ ہو جب کہ ’’ورفعنا لک ذکرک‘‘ خود قرآن نے کہا ہے، لہٰذا اللہ رب العزت نے آپ ؐ کے تذکرہ سے تمام مذہبی کتابوں کو زینت بخش دی تا کہ آنے والی نسلوں کے لئے آپ ؐ کو پہچاننا آسان ہو سکے اور سہولت کے ساتھ وہ آپ ؐ کی لائی ہوئی شریعت کو نہ صرف تسلیم بلکہ اس پر عمل پیرا بھی ہو سکے، چنانچہ بھوشیہ پران کے اندر آپ ؐ کی اس عظیم صفت یعنی صفت دعوت کا تذکرہ ملتا ہے، چنانچہ مذکور ہے ’’ اے تسمِنّن ترے مَلیچھْ آچارِیَنْ سَمنْوِتَہ مَحامَدَ اِتِکھیاتَ شِشْیَ ساکھ سَمنْوِتَہ‘‘ بیرون ملک سے ایک پرچارک (مبلغ) اپنے شاگردوں کے ساتھ آئیں گے جو ریگستانی علاقہ کے رہنے والے ہوں گے ان کا نام محمد ہوگا (بھوشیہ پران : کھنڈ ۳، شلوک ۵/ تا ۸/)۔

اللہ تعالیٰ نے نبی آخر الزماں جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کو آخری دعوت آپ ؐ کے بتائے ہوئے نجات کے طریقہ کو آخری طریقہ نجات قرار دیکر اس بات پر مہر لگا دی کہ آپ کی لائی ہوئی شریعت کے بعد ماقبل کی وہ تمام شریعتیں منسوخ ہو گئیں جن کا تذکرہ باعتبار عمل کے قرآن و حدیث میں نہ آیا ہو، یعنی آپ ؐ نے لوگوں کو جن باتوں کے کرنے کی دعوت دی وہ آخری بات ہو گی اور جن باتوں سے رکنے کو کہا، قیامت تک ان باتوں کی ممانعت پر مہر لگا دی گئی، اسی پس منظر میں وید کا ایک خاص منتر ہے کہ ’’یگّیم پرچو چھام یوم سھتد دُوتو وِوو چتی کَورِتَم پُروِیم گتم کستد وبھارتا نتنوتّمے اسی رُودَسی‘‘ (رگوید: 4 :105:1) ترجمہ: ۔ میں تجھ سے اس آخری طریقہ عبادت کا سوال پوچھتا ہوں جس کی تجدید ایک پیغمبر کریں گے۔ اے زمین و آسمان کے مالک ! پچھلے نبیوں کی لائی ہوئی شریعت کہاں چلی جائے گی؟ آپ میری اس تکلیف پر توجہ دیجئے !۔ اس منتر کا مطلب یہ ہے کہ جس وقت آخری نبی آئیں گے، اس وقت ساری دنیا شرک و بت پرستی میں مبتلا ہو گی لوگ ضلالت و گمراہی کے دلدل میں پھنسے ہوں گے، ایسے حالات میں کون انکی بات مانے گا؟ مجھے یہ پریشانی ستا رہی ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ آپ ؐ کی زندگی کے ہر شعبہ میں دعوتی نمونہ موجود تھا، خواہ وہ سماجی زندگی ہو یا سیاسی، گھریلو ہو یا معاشرتی ہر شعبہ میں آپ ؐ کی تعلیمات اور آپ ؐ کی دعوت کا ایک ہی مقصد تھا کہ انسان کامل الایمان اور صاحب اسلام ہو جائے۔ آپ کی اسی محنت کا نتیجہ ہے کہ آج پوری دنیا میں مسلمان تعداد کے اعتبار سے دوسرے نمبر پر ہیں، مگر یہ کافی نہیں ہے، ہونا تو یہ چاہئے کہ دنیا کا ایک بھی فرد ایمان کی دولت سے محروم نہ رہے، اس لئے اب مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ نبوی اخلاق و کردار اور دعوت کو اپنا ہتھیار بنا کر پوری دنیا میں اسلام کا پرچم لہرائیں، مگر یہ اتنا آسان نہیں ہے کیونکہ اس وقت باطل کی حق کے اوپر اتنی سخت یلغار ہے کہ جس کی دھمک ہر عام و خاص فرد محسوس کر رہا ہے، مگر چونکہ ہندوستان کے مسلمانوں کا سابقہ عموماً برادران وطن سے پڑتا رہتا ہے اس لئے پوری دنیا نہ صحیح کم از کم پورا ہندوستان اسلام کی بولی بولنے لگے اس کے لئے ہم مسلمانوں کو برادران وطن سے ملنا جلنا اور ان سے رابطہ کو مضبوط بنانا ہوگا، وہ ہمارے پاس آئیں، ہماری باتوں کو سن کر اسے تسلیم کریں، اس کے لئے ہمیں ایک بہترین لائحہ عمل تیار کر کے ان کے پاس جانا ہوگا، لوگ ہدایت کے پیاسے ہیں اگر ہم نے ایمان کی بوند سے ان کے جگر کو ٹھنڈک نہ پہنچائی تو مبادا کل قیامت کے دن یہی لوگ ہمارے دامن گیر نہ ہو جائیں۔

اللہ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اس کام کے لئے حکمت و دانائی عطا فرمائے اور دعوت کے لئے ہمارا قلب منشرح ہو جائے۔ آمین یا رب العٰلمین

این پی آر اور ہمارا لائحہ عمل

مولانا سید احمد ومیض ندوی

سی اے اے اور این آر سی کے خلاف جب پورے ملک میں طوفان برپا ہوگیا اور ہر طرف احتجاج ہونے لگا تو حکومت نے پینترا بدل دیا، ایک طرف یہ کہا جانے لگا کہ پارلیمنٹ میں این آر سی پر بات ہی نہیں چھڑی (جو کہ سراسر جھوٹ ہے) دوسری طرف چپکے سے کابینہ نے این پی آر کو منظوری دے دی، این پی آر کے نام کے ساتھ ملکی عوام کا ذہن اس مردم شماری کی طرف جاتا ہے جو مرکزی حکومتوں کی جانب سے ہر دس سال بعد کرائی جاتی ہے، کیا بی جے پی کا موجودہ این پی آر وہی عام مردم شماری ہے؟ نہیں، بظاہر یہ ہر دس سال بعد ہونے والا مردم شماری ہی کا عمل نظر آتا ہے لیکن اس کا طریقہ کار اور حکومتی عزائم مختلف ہیں، راتوں رات این آر پی کی منظوری خود بتا رہی ہے کہ اس غیر معمولی عجلت کے پس پردہ کچھ کالا ضرور ہے، چنانچہ وزیر داخلہ نے فوری طور پر صفائی دے دی کہ اس این پی آر کا این آر سی سے کوئی تعلق نہ سمجھا جائے، وزیر داخلہ کی یہ وضاحت ہی حکومتی بدنیتی کو آشکارا کرنے کے لیے کافی ہے، اس حوالہ سے وزیر داخلہ کی دروغ گوئی کا پردہ یوں بھی چاک ہو جاتا ہے کہ ۱۸/جون ۲۰۱۴ء کو اس وقت کے وزیر داخلہ راج ناتھ سنگھ نے ہدایات جاری کی تھیں کہ این پی آر کے پروجیکٹ کو اس کے منطقی اختتام یعنی این آر سی کی ترتیب وتدوین تک پہونچا دیا جائے، اتنا ہی نہیں ۲۰۱۴ء کے بعد حکومت ایک سے زائد مرتبہ پارلیمنٹ میں بیان دے چکی ہے کہ این پی آر کے ذریعہ ہر فرد کی شہریت کا تعین کر کے اسی پر مبنی این آر سی کی تشکیل کی جائے گی، نومبر ۲۰۱۴ء میں ریاستی وزیر داخلہ کرن رجیو نے ایک سوال کے جواب میں راجیہ سبھا کو بتایا تھا کہ این پی آر ملک میں عمومی طور پر مقیم لوگوں کی شہریت کی تصدیق کے زاویہ سے این آر سی کی جانب پہلا قدم ہے۔ ویسے ملک میں ۱۸۷۲ء کے بعد سے ہر دس سال کے دوران مردم شماری کا سلسلہ جاری ہے، جس کے ذریعہ ہاؤسنگ کنڈیشن، سہولتوں اور اثاثوں، آبادی، مذہب، درج فہرست ذاتوں، درج فہرست قبیلوں، زبان، خواندگی، تعلیم، اقتصادی سرگرمی، نقل مکانی اور تولیدی کیفیت سمیت مختلف النوع کسوٹیوں اور پیمانوں کے سلسلہ میں بنیادی بہت چھوٹی سطح کے اعداد وشمار دستیاب ہو جاتے ہیں، آزادی کے بعد حالیہ آٹھویں مردم شماری ہوگی، جب کہ برطانوی دور اقتدار میں بھی ۸ مرتبہ مردم شماری کی گئی تھی، مردم شماری سے متعلق قانون ۱۹۴۸ء اور مردم شماری سے متعلق قواعد ۱۹۹۰ء مردم شماری کے عمل کی انجام دہی کے لیے قانونی فریم ورک فراہم کرتے ہیں، قومی آبادی رجسٹر (NPR) ۲۰۱۰ء میں شہریت سے متعلق قانون ۱۹۵۵ء اور شہریت سے متعلق قواعد ۲۰۰۳ء کے مطابق تیار کیا گیا تھا، جسے بعد کو ۲۰۱۵ء میں آدھار کو بنیاد بنا کر تازہ کاری کے عمل سے گزارا گیا تھا۔

این پی آر میں عجلت کیوں؟: حکومت نے اچانک این پی آر کو منظوری کیوں دی؟ اس کے دو مقاصد بہت واضح ہیں، ایک یہ کہ ملک بھر میں این آر سی کے خلاف جو غم وغصہ کی لہر چل رہی ہے، نیز دنیا بھر میں اس کے خلاف جو احتجاج ہو رہا ہے اس سے لوگوں کی توجہ ہٹائی جائے، اس طرح این پی آر کو لوگ معمول کا عمل سمجھ کر اس کی تیاری میں جٹ جائیں گے، یہ دراصل این آر سی سے لوگوں کی توجہ ہٹانے کا حکومتی حربہ ہے، اس لیے سبھی ہندوستانیوں کو چاہیے کہ این پی آر کے جال میں پھنس کر این آر سی کے خلاف احتجاج ترک نہ کریں، پہلی بار دیکھا جا رہا ہے کہ این آر سی کے خلاف سارے ہندوستانی متحد ہو رہے ہیں، یہ حکومت کے لیے بڑے خطرے کی بات ہے، اچانک این پی آر لانے کا دوسرا مقصد این آر سی کے لیے چور دروازہ فراہم کرنا ہے، مخالفت اور احتجاج کے موجودہ ماحول میں حکومت کے لیے این آر سی کو آگے بڑھانا ممکن نہیں، اس لیے این پی آر کے نام سے این آر سی کو نافذ کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے، این پی آر کے تعلق سے حکومت کے متضاد بیانات سامنے آ رہے ہیں، جاوڈیکر کہتے ہیں کہ این پی آر میں کوئی کاغذی ثبوت نہیں مانگا جائے گا، جب کہ امت شاہ کا ایک انٹرویو میں کہنا ہے کہ این پی آر میں آدھار کارڈ کی ضرورت پڑے گی، اتنی بات طے ہے کہ این پی آر پچھلی مردم شماریوں کی طرح عام مردم شماری نہیں ہے، معمول کی مردم شماری اور حالیہ این پی آر میں واضح فرق ہے، اس مرتبہ کے این پی آر میں ۲۱ نکات کی تفصیلات طلب کی جا رہی ہیں، جن میں کچھ ایسے نکات بھی شامل ہیں جو ۲۰۱۱ء کی مردم شماری میں شامل نہیں تھے، ۲۰۱۱ء کی مردم شماری میں ۱۵ نکات کے ذریعہ تفصیلات طلب کی گئی تھیں، جن میں مکمل نام تاریخ پیدائش، تعلیم رہائش کے علاوہ کچھ اور چیزیں شامل تھیں، اس بار کے این پی آر میں عوام کو اپنی اور اپنے والدین کی تاریخ وجائے پیدائش کے ساتھ مزید ۲۱ نکات کی تفصیل بتانی ہوگی، والدین کی تاریخ پیدائش اور جائے پیدائش کا ثبوت فراہم کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے، این پی آر میں آدھار کارڈ نمبر کا مطالبہ معنی خیز ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے جہاں جہاں آدھار کارڈ استعمال کیا ہوگا سب جگہ حکومت کی رسائی ممکن ہوگی، مثلاً بینک اکاؤنٹ، سم کارڈ، زمین اور مکان کی عدالتی رجسٹری وغیرہ کے کاغذات، سب تک حکومت کی رسائی ہوگی، انفرادی طور پر الگ الگ بلایا جائے گا کہ آپ نے جو تفصیلات این پی آر میں پیش کی ہیں اس کے ثبوت پیش کیجیے، اس وقت جو مطلوبہ کاغذات پیش نہیں کر پائے گا وہ پریشانی سے دوچار ہو جائے گا، حتی کہ اس کی شہریت بھی خطرہ میں پڑ سکتی ہے، ان حالات میں اس بات کی ضرورت ہے کہ عوام این پی آر کو اس وقت تک قبول نہ کریں جب تک این آر سی اور سی اے اے کو واپس نہ لیا جائے، حکومت سے مطالبہ کیا جائے کہ پہلے سیاہ قانون کو واپس لو پھر این پی آر نافذ کرو، اسی طرح اس بات کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ این پی آر بھی اسی طریقہ پر منظور ہے جس طریقہ پر پچھلی حکومتیں کرتی رہی ہیں، یعنی ملک کی تمام مذہبی اکائیوں کے ساتھ یکساں معاملہ ہو، اور جو نئے نکات بڑھائی گئی ہیں انہیں واپس لیا جائے۔ حالیہ این آر سی کے تعلق سے بعض حلقوں کی جانب سے اس خدشہ کا بھی اظہار کیا جا رہا ہے کہ این پی آر کے بعد آدھار کارڈ اور پین کارڈ، نیز پاسپورٹ وغیرہ کی کوئی ویلیو باقی نہیں رہے گی، اور این پی آر کے رجسٹر میں جس کا نام ہوگا اسے ایک کارڈ دیا جائے گا اور وہی ملک کا شہری مانا جائے گا، این پی آر کے ذریعہ حکومت پورے ملک کے عوام کا ڈیٹا حاصل کر کے جسے چاہے گی شہریت دے گی، اور جسے چاہے خارج کر دے گی، اسی طرح یہ خدشہ بھی ظاہر کیا جا رہا ہے کہ این پی آر کے تحت لوگوں سے انگلیوں اور آنکھوں کے نشانات لیے جائیں گے، نیز کام، تعلیم، اسکول، ڈگری، شادی، بچے، پیدائش، گھر، مال ودولت اور پراپرٹی وغیرہ کی تفصیلات طلب کی جائیں گی، ظاہر ہے کہ یہ سب این آر سی ہی کی بدلی شکل ہے۔

لائحہ عمل: اخیر میں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ این آر سی کے اس خطرناک منصوبے کے خلاف ہندوستان کے لوگوں کا لائحہ عمل کیا ہونا چاہیے، جسے اپنا کر پورے ملک کو تباہی سے بچایا جا سکتا ہے، ملک کو این آر سی کے فتنے سے بچانے اور فسطائی طاقتوں کے منصوبوں کو خاک میں ملانے کے لیے مندرجہ ذیل طریقے اپنانے چاہئیں۔

اخیر وقت تک احتجاج جاری رکھنا: جمہوریت میں احتجاج جہاں ایک مؤثر طریقہ کار ہے وہیں عوام کا دستوری حق بھی ہے، احتجاج ظلم کے خلاف مؤثر آواز ہے، جب کبھی انسانی سماج میں ظالموں نے ظلم ڈھایا احتجاج کے ذریعہ انہیں گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کیا گیا، تاریخ انسانی اس پر شاہد ہے، احتجاج ایک مذہبی فریضہ بھی ہے، دنیا کا کوئی مذہب ظلم پر خاموشی کو اچھی نظر سے نہیں دیکھتا، جس طرح ظلم ڈھانا مذموم ہے، اسی طرح ظلم سہنا اور ظلم کے خلاف احتجاج نہ کرنا بھی جرم ہے، رسول اللہ ﷺ نے ظلم کے خلاف آواز بلند کرنے کو نہ صرف درست قرار دیا؛ بلکہ اسے افضل ترین جہاد قرار دیا، قرآن مجید میں برائی اور شر کے تذکرے سے منع کیا گیا ہے، لیکن مظلوم کو اس سے مستثنیٰ رکھا گیا ہے، اور اسے اس کی اجازت دی گئی کہ وہ کھلے عام اس کا اظہار کرے، احتجاج نہ صرف مذہبی حق ہے بلکہ یہ انسانی فریضہ بھی ہے، ہر زمانہ میں عوامی احتجاج نے اپنا اثر دکھایا ہے، این آر سی کے مسئلہ میں حالیہ احتجاج ہی کو لیجیے کہ اس کے اثرات سارے ملک میں محسوس کیے جا رہے ہیں، آر ایس ایس کے حلقوں میں کھلبلی مچی ہوئی ہے، حکمرانوں کا لب ولہجہ بالکل بدل گیا ہے، حالیہ احتجاج کا عالمی اثر یہ ہوا کہ جاپان کے وزیر اعظم نے گوہاٹی میں طے مودی سے ملاقات کو منسوخ کر دیا، اور بنگلہ دیش کے وزیر خارجہ نے بھی اپنا دورۂ ہند منسوخ کر ڈالا، نیز بین الاقوامی کمیشن برائے انصاف نے اس بل کو ناانصافی قرار دے کر صاف کہہ دیا کہ ہندوستان میں مذہبی آزادی کو کچلا جا رہا ہے، علاوہ ازیں حقوق انسانی کے عالمی کمیشن نے بھی یہ کہہ کر اپنا ردعمل ظاہر کیا کہ ہندوستان میں مذہبی تفریق کی جا رہی ہے، فرانس، اسرائیل، امریکہ اور انگلینڈ جیسے ملکوں نے اپنے شہریوں کو ہندوستان کا سفر کرنے میں احتیاط برتنے کی تاکید کی، آسام میں بعض بی جے پی لیڈروں نے استعفیٰ دے دیا۔

اس وقت ملک بھر میں خوب احتجاج ہو رہا ہے، البتہ احتجاج میں چند باتوں کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے:

۱- احتجاج پرامن ہو۔ (۲) احتجاج میں ملک کے تمام طبقات شامل ہوں۔ (۳) دورانِ احتجاج آر ایس ایس کے غنڈوں کی شرارتوں سے چوکنا رہیں، بی جے پی اور آر ایس ایس کے لوگ احتجاج کو ناکام کرنے کے لیے اپنے شرارتی منصوبوں کو عملی جامہ پہنا رہے ہیں، پرامن احتجاج میں گھس کر تشدد برپا کیا جا رہا ہے، تاکہ احتجاج بدنام ہو جائے، نیز یہ تأثر دینے کی کوشش کی جا رہی ہے کہ احتجاج صرف مسلمان کر رہے ہیں، جب کہ سارا ملک اُٹھ کھڑا ہے۔ (۴) احتجاج کو مؤثر بنانے کے لیے ضرورت ہے کہ ملکی سطح کی ایک رابطہ کمیٹی قائم کی جائے، جس میں تمام طبقات کے نمائندے شامل ہوں، رابطہ کمیٹی ملک بھر کا دورہ کر کے تمام طبقات کے مذہبی، سیاسی وسماجی شخصیات کو احتجاج میں شامل کرنے کی کوشش کرے، ہر طبقہ کی نمائندہ شخصیات کو آمادہ کیا جائے کہ وہ اپنی عوام کو زیادہ سے زیادہ سڑکوں پر لانے کا اہتمام کریں۔ (۵) احتجاج اس وقت تک جاری رکھا جائے جب تک این آر سی اور سی اے اے واپس نہ لیا جائے۔ (۶) احتجاج میں زیادہ سے زیادہ دلت افراد اور علاقہ کی سیکولر پارٹیوں کے لیڈروں کو شامل کیا جائے۔ (۷) احتجاج میں شامل مسلمانوں کے لیے بہتر ہے کہ وہ اپنی مذہبی شناخت کو مخفی رکھیں؛ تاکہ لوگوں کو یہ تأثر نہ ملے کہ صرف مسلمان ہی احتجاج کر رہے ہیں۔ (۸) احتجاج میں ترنگا ضرور ساتھ رکھا جائے اور دورانِ ملک ودستور کی حفاظت کے نعرے لگائے جائیں۔ (۹) ہر احتجاج میں کچھ ایسے رضا کار تشکیل دیے جائیں جو فسادیوں پر نگاہ رکھیں، نیز دورانِ احتجاج پولیس کے ساتھ دوستانہ رویہ رکھا جائے۔ اس طرح کا احتجاج ہر ہر شہر اور قصبے میں ہونا چاہیے، بی جے پی نے این آر سی کے خلاف جاری احتجاج کو ناکام کرنے، نیز این آر سی کے حق میں فضا ہموار کرنے کے لیے ۲۵۰ پریس کانفرنس اور ہزاروں کی تعداد میں این آر سی کے حق میں ریالیاں نکالنے کا منصوبہ بنایا ہے، ملک کے تین کروڑ خاندانوں کو سی اے اے سمجھانے کے لیے بی جے پی عملی منصوبہ بنا چکی ہے، اس کے لیے ریالیوں اور کانفرنسوں کا سلسلہ شروع ہو چکا ہے، بی جے پی اسے ہندو مسلم کا رنگ دینا چاہتی ہے، اس لیے اہلیان ہند کو چاہیے کہ پھونک پھونک کر قدم رکھیں۔

افواہوں سے ہوشیار: ملک کی بعض نیوز چینل عوام کو گمراہ کرنے کے لیے ایک سروے بھی پیش کر رہی ہے جس میں کہا جا رہا ہے کہ بل کی حمایت میں ۵۶ فیصد اور مخالفت میں محض ۳۴ فیصد افراد ہیں، جو کہ سراسر غلط ہے، بی جے پی اور آر ایس ایس نے سوشیل میڈیا پر باقاعدہ ایک ٹیم لگا رکھی ہے جس کے افراد این آر سی کی تائید میں وضاحتی مضامین شائع کر کے انہیں خوب شیئر کر رہے ہیں، ضرورت ہے کہ بل کی مخالفت اور احتجاج کو مؤثر بنانے کے لیے سوشیل میڈیا کا بھرپور استعمال کیا جائے، اور ان تمام مضامین کا جواب دیا جائے جو بل کی تائید میں شیئر کیے جا رہے ہیں، موجودہ حالات میں عام طور پر سوشیل میڈیا پر ہر قسم کی جھوٹی خبریں پھیلائی جا رہی ہیں، جھوٹ اور دجل کے ذریعہ حقائق کو بدلنے کی کوشش کی جا رہی ہے، ایسے میں انصاف پسند شہریوں کا ایک میڈیا ہاؤس ہونا چاہیے جس کے تحت سچی اور تحقیقی خبریں ہی نشر کی جائیں۔

عدالتی مہم: فوری لائحہ عمل کا ایک حصہ عدالتی مہم ہے، این آر سی کا مقدمہ سپریم کورٹ میں زیر دوراں ہے، عدالت نے این آر سی کے خلاف دائر کی گئی درخواستوں پر سماعت کی تاریخ کو عوام کا ردعمل جانچنے کے لیے مؤخر کیا ہے، جس میں عدالت عظمیٰ یہ دیکھے گی کہ اس بل کے خلاف کتنی تعداد میں درخواستیں دائر کی گئی ہیں، بی جے پی کارکنان نے یہ طریقۂ کار اپنایا ہے کہ مشہور تعلیم گاہوں کے نامور افراد عہدے داران بشمول وکیلوں کے ذریعہ سپریم کورٹ میں ایک بڑی تعداد میں اس بل کی حمایت میں عرضی داخل کی جائیں، مسلمانوں اور ملک کے تمام باشندوں کو چاہیے کہ وہ بھی زیادہ سے زیادہ این آر سی کے خلاف عرضیاں داخل کریں، اسی طرح اطلاعات سے معلوم ہوا کہ حکومت نے طے کیا ہے کہ اس قانون کی حمایت میں وزیر اعظم کو ایک کروڑ خطوط لکھوا کر ارسال کیے جائیں، تاکہ وزیر اعظم کسی ریلی میں یہ کہہ سکیں کہ اس قانون کی ہندوستان کی بیشتر عوام نے حمایت کی ہے، مخالفت کرنے والے بہت تھوڑے ہیں۔ (بقیہ صفحہ ۱۰ ر پر)

تحریک آزادی میں علماء کا کردار

مفتی محمد فیضان

تحریک آزادی میں علماء کرام نے بڑی قربانیاں دیں، سینکڑوں نہیں ہزاروں علماء شہید کردئے گئے، ۱۰؍مئی ۱۸۵۷ء کو میرٹھ سے انگریزوں کے خلاف بغاوت کی جو چنگاری اٹھی اس نے پورے ملک کو اپنی لپیٹ میں لے لیا، تھانہ بھون بھی اس سے الگ نہ رہا، ان دنوں تھانہ بھون کو پورے علاقہ میں ایک نمایاں مرکزی حیثیت حاصل تھی، بڑا خوش حال قصبہ تھا، انگریزوں نے یہاں ایک فوجی بھرتی سنٹر قائم کر رکھا تھا، یہی وجہ ہے کہ تحریک آزادی سے قبل اس قصبہ کے بیشتر جوان انگریزی فوج میں بھرتی تھے، پینتیس ہزار کی آبادی میں سات ہزار فوج میں تھے، اس وقت میں محکمہ فوج سے ہر ماہ تنخواہوں اور پینشنوں کی شکل میں ایک لاکھ چوراسی ہزار روپئے آتے تھے۔

ان میں سے اکثر میرٹھ میں تعینات تھے، فوجی چھاونیوں میں افواہ پھیل گئی کہ فوجیوں کو جو کارتوس ملتے ہیں ان میں سور اور گائے کی چربی ملائی جاتی ہے اور آٹے میں سور اور گائے کی ہڈیوں کا برادہ ملایا جارہا ہے، اس طرح کی افواہوں نے انگریزی فوج میں شامل ہندوستانیوں کے غصہ کو ساتویں آسمان پر پہونچا دیا، ان میں مسلمان بھی تھے، ہندو بھی۔

چنانچہ اس قضیہ کی وجہ سے تمام مسلمان فوجیوں نے ملازمتیں چھوڑ کر یا تو دہلی کا رخ کیا یا اپنے گھروں کو لوٹ گئے، ایسے ہی کچھ فوجی جوان جب تھانہ بھون واپس آئے تو انہوں نے انگریزوں کے خلاف ماحول بنانا شروع کردیا، اس دوران یہ واقعہ پیش آیا کہ تھانہ بھون کے مشہور مالدار قاضی عبدالرحیم ہاتھی خریدنے کے لئے سہارنپور تشریف لے گئے، اس وقت ہاتھی ایک بڑی فوجی طاقت کی شکل میں دیکھا جاتا تھا، انگریزوں کو بتلایا گیا کہ قاضی صاحب بغاوت کے لئے ہاتھی خرید رہے ہیں۔

اس وقت انگریز بوکھلائے ہوئے تھے، شمالی ہند کی جنگ میں آزادی کو دبانے کے لئے پنجاب سے فوجیں لائی جارہی تھیں، سہارن پور سب سے مضبوط سنٹر تھا، سہارنپور کے مجسٹریٹ مسٹر رابرٹ اسپنکی نے واقعہ کی تحقیق وتفتیش کے بغیر قاضی صاحب کو گرفتار کر کے پھانسی پر لٹکا دیا، قاضی صاحب کو پھانسی دئے جانے کی خبر جنگل کی آگ کی طرح تھانہ بھون و اطراف میں پھیل گئی۔

قاضی عبدالرحیم کے بھائی قاضی عنایت علی کے یہاں ماتم چھا گیا، خاندان کے لوگ آگ بگولہ ہوگئے، اسپنکی کلکٹر کو جب اپنی غلطی کا احساس ہوا تو اس نے قاضی صاحب کے بھائی کو پورا پرگنہ (جس میں ۸۴ گاؤں تھے) تحویل میں دینے کا لالچ دیا کہ تم تحریک آزادی سے الگ رہو، لیکن ان کے برادر نے اس پیش کش کو ٹھکرا دیا اور جنگ آزادی کا سپاہی بننا منظور کیا اور انہوں نے انگریزوں کو سبق سکھانے کی ٹھان لی، پورے علاقے میں انگریزوں کے خلاف آزادی کے نعرے بلند ہونے لگے، علماء حق بھی ان واقعات سے بیگانہ نہیں تھے، بلکہ ان کے دلوں میں انگریزوں کے خلاف پہلے ہی سے لاوا پک رہا تھا وہ صرف موقع کے منتظر تھے، چنانچہ تھانہ بھون میں علماء کی ایک بڑی جماعت مشورے کے لئے جمع ہوئی جس میں اس صورت حال پر غور کرنے کے لئے جھنجھانہ، کیرانہ، کاندھلہ، شاملی، سہارنپور، مظفرنگر اور میرٹھ سے علماء کو بلایا گیا، میٹنگ کی صدارت حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ نے فرمائی، تقریبا تمام علماء کرام نے انگریزوں کے ساتھ جہاد کی مشروعیت اور ضرورت پر اتفاق کیا اور حضرت حاجی صاحب کو صدر منتخب کیا گیا، سب سے پہلے حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ اور حافظ ضامنؒ نے حاجی صاحبؒ کے ہاتھ پر انگریزوں کے خلاف لڑنے کے لئے وعدہ کیا، پھر تمام حاضرین نے عہد کیا کہ جہاد کی بیعت کے بعد ان حضرات نے تھانہ بھون اور اس کے آس پاس میں حضرت حاجی صاحب کی قیادت وامارت میں متوازی حکومت قائم کی۔

انگریزوں کے ماتحت حاکموں کو قصبہ سے باہر نکال دیا گیا، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی اور حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ عوام کی رہنمائی اور حکومتی کاموں میں حضرت حاجی صاحب کا ہاتھ بٹانے کے لئے تھانہ بھون ہی میں ٹھہر گئے، گویا لڑائی کا پورا ماحول تیار ہوگیا، آس پاس سے آزادی کے متوالے جماعت کی جماعت تھانہ بھون میں جمع ہوگئی، ایک اچھی خاصی فوج تیار ہوگئی، انگریزوں کے خلاف لڑنے کا اعلان کردیا گیا۔

اس وقت ضلع مظفرنگر کا قصبہ شاملی ان دنوں انگریزوں کی فوجی چھاؤنی تھی، وہاں کمپنی کی حکومت کا خزانہ بھی تھا، انگریزوں کو ڈر ہوا کہ یہ مجاہدین کہیں خزانہ نہ لوٹ لیں، اس لئے آس پاس انگریزی فوجی دستے شاملی پہونچنے لگے، ایسا ہی ایک فوجی دستہ سہارنپور سے شاملی کے لئے روانہ ہوا، خبر آئی کہ فوجی دستہ کے ساتھ توپ خانہ بھی ہے، خبر سے گھبراہٹ پیدا ہوئی، کیونکہ مجاہدین کے پاس ایسا کوئی اسلحہ نہ تھا جس سے توپ خانہ کا مقابلہ کیا جاسکے، مجاہدین نے ہمت نہ ہاری، جو سڑک سہارنپور سے شاملی کی طرف جاتی ہے اس کے کنارے واقع باغ تھا، حضرت گنگوہی نے حاجی صاحب کی اجازت سے تیس چالیس مجاہدین کو اپنے ساتھ لیکر رات کو سڑک کے کنارے واقع اس باغ میں چھپ گئے، مجاہدین سے فرمایا: جس وقت رات توپ خانہ ادھر سے گذرے گا میں تم کو اشارہ کردوں گا تم ایک ساتھ فائر کردینا۔

چنانچہ رات کو جس وقت توپ خانہ باغ کے سامنے سے گذرا تمام مجاہدین نے اپنی بندوقیں چلادیں، انگریز فوجی اس اچانک حملہ سے گھبرا گئے اور توپ خانہ چھوڑ کر فرار ہوگئے، مجاہدین سڑک سے توپ خانہ گھسیٹتے ہوئے لائے اور اسے حاجی صاحب کی خانقاہ کے سامنے لا کھڑا کردیا۔

اس واقعہ سے حوصلہ پاکر مجاہدین نے شاملی کی طرف سے پیش قدمی شروع کردی، مقصد یہ تھا کہ شاملی سے فوجی چھاؤنی ختم کردی جائے اور اس علاقہ کو بھی تھانہ بھون کی عملداری میں شامل کرلیا جائے، حسن اتفاق سے ان دنوں وہاں سہارنپور کا کلکٹر اسپنکی بھی آیا ہوا تھا، یہ وہی شخص ہے جس نے قاضی عبدالرحیم کو پھانسی پر لٹکایا تھا، مجاہدین نے علماء کی قیادت میں شاملی کی تحصیل پر زبردست حملہ کیا، فوجی ٹھکانوں پر چھاپے مارے۔

اس وقت اس فوج میں حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ اور حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، حضرت حافظ ضامن شہیدؒ، حضرت مولانا مظہر نانوتویؒ، حضرت مولانا منیر احمد نانوتویؒ جیسے اکابر علماء بھی موجود تھے، انگریزی فوج پے در پے حملوں سے پسپا ہوکر تحصیل کی عمارت جو قلعہ کی شکل میں تھی اس میں قلعہ بند ہوگئی اور صدر دروازہ بند کرلیا اور دیواروں میں سوراخ کر کے مجاہدین پر گولیاں برسانے لگیں، دو دن تک مسلمان مجاہدین تحصیل کی عمارت کے چاروں طرف سے گھیرے رہے اور انگریز گولیاں برساتے رہے، مجاہدین کو کافی جانی نقصان اٹھانا پڑا، تیسرے روز حافظ ضامن شہیدؒ نے کسی طرح تحصیل کا مضبوط دروازہ توڑ ڈالا، مجاہدین اندر گھس گئے، آمنے سامنے کی جنگ میں سینکڑوں انگریز مارے گئے، بہت مجاہدین نے بھی جام شہادت نوش کیا۔

انگریزوں کی تعداد زیادہ تھی، ان کے پاس اسلحہ بھی زیادہ تھا، وہ لگاتار گولیاں برسا رہے تھے، اچانک ایک گولی حضرت حافظ ضامنؒ کی ناف کے نیچے لگی، آپ زمین پر گر گئے، حضرت مولانا رشید گنگوہیؒ ان کو اٹھا کر قریب کی مسجد میں لے گئے اور اپنے زانو پر ان کا سر رکھا اور تلاوت کلام اللہ میں مشغول ہوگئے، اسی حالت میں وہ اپنے رب سے جاملے۔

ایک گولی حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے سر میں بھی لگی، آپ زمین پر بیٹھتے چلے گئے، سمجھا گیا کہ گولی سر کو چیرتی ہوئی باہر نکل گئی ہے، تمام کپڑے خون میں تر بہ تر ہوگئے، حضرت حاجی صاحبؒ نے آگے بڑھ کر زخم پر ہاتھ رکھا، عمامہ اتار کر دیکھا تو کہیں زخم نہ تھا۔

اس جنگ میں انگریزوں کا بہت بڑا جانی و مالی خسارہ ہوا، کافی اہل کاران تحصیل اس جنگ میں کام آئے، حافظ ضامن کی شہادت سے دشمنوں کی فوج کو حوصلہ ملا اور انہوں نے مسلمان پر لگاتار حملے شروع کئے،

انگریزی فوج نے تھانہ بھون کا محاصرہ کرلیا، جانبین سے گولہ باری ہوئی، اس جنگ میں دونوں فریقوں کے تقریبا ۱۵۰۰؍افراد کام آئے، کچھ دنوں کے بعد انگریزوں نے سکھ آرمی کی مدد سے تھانہ بھون پر دوسرا بڑا حملہ کیا، جس نے پورے قصبہ کو تباہ کردیا، فصیل توڑ کر انگریزی فوج قصبہ میں داخل ہوگئی، دوکانیں لوٹ لی گئیں، مکانات تباہ و برباد کردئے گئے، جو لوگ باقی رہ گئے ان کو درختوں پر لٹکا کر پھانسی دے دی گئی۔

ملکہ وکٹوریہ کی عام معافی کے بعد یہ قصبہ پھر دوبارہ آباد ہوا، اس وقت بھی ۱۳۲ نعشیں درختوں سے لٹکی ہوئی تھی، جن کو مہاجنوں والے باغ میں انگریزوں نے پھانسی دی تھیں، ایک اندازہ کے مطابق تھانہ بھون کے شہداء کی تعداد ایک ہزار کے قریب پہونچ جاتی ہے، تھانہ بھون پر انگریزوں کا قبضہ ہوتے ہی انگریزی حکومت کی کوشش ان رہنماؤں کو گرفتار کرنے اور سزائیں دینے کی تھی، جنہوں نے اس لڑائی میں قائدانہ کردار ادا کیا تھا۔

سید الطائفہ حضرت حاجی امداداللہ صاحب دو سالہ انبالہ پنجلاسہ نگری وغیرہ میں روپوش رہ کر سندھ کے راستے سے مکہ مکرمہ ہجرت فرماگئے، حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ کہیں تین دن روپوش ہوکر باہر آگئے اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کو مظفرنگر کی جیل میں قید کرلیا گیا۔

قاضی صاحب کے مختار عام دیوان روپ سنگھ اور سارے ملازموں کو پھانسی دیدی گئی اور قاضی صاحب کے بائیس گاؤں جوان کی جاگیر تھی سب ضبط کرلی گئی اور مکانات کو نیلام کردیا گیا۔

ہمارے بزرگوں نے کتنی مشقتیں برداشت کیں، اس مختصر تحریر سے ان کا احاطہ نہیں کیا جاسکتا، تاریخ کی کتابیں ان کی قربانیوں کے واقعات سے بھری پڑی ہیں، مگر آج ان تاریخی حقائق پر پردہ ڈالنے کی کوشش ہورہی ہے۔ خدا کرے تاریخ کے منصفانہ واقعات عام ہوں اور وارثین آزادی کو سکون وقرار حاصل ہو۔

آؤ عہد کریں

عزیزو! تبدیلیوں کے ساتھ چلو، یہ نہ کہو کہ ہم اس تغیر کے لئے تیار نہ تھے، بلکہ اب تیار ہو جاؤ، ستارے ٹوٹ گئے، لیکن سورج تو چمک رہا ہے، اس سے کرنیں مانگ لو اور ان اندھیری راہوں میں بچھادو، جہاں اجالے کی سخت ضرورت ہے۔ آؤ عہد کریں کہ یہ ملک ہمارا ہے، ہم اس کے لئے ہیں اور اس کی تقدیر کے بنیادی فیصلے ہماری آواز کے بغیر ادھورے ہی رہیں گے۔

آج زلزلوں سے ڈرتے ہو، کبھی تم خود ایک زلزلہ تھے، آج اندھیرے سے کانپتے ہو، کیا یاد نہیں کہ تمہارا وجود ایک اجالا تھا، یہ بادلوں نے میلا پانی برسایا ہے، تم نے بھیگ جانے کے خدشے سے اپنے پائینچے چڑھا لئے، وہ تمہارے ہی اسلاف تھے جو سمندروں میں اتر گئے، پہاڑوں کی چھاتیوں کو روند ڈالا، بجلیاں آئیں تو اس پر مسکرا دیئے، بادل گرجے تو قہقہوں سے جواب دیا، صرصر اٹھی تو اس کا رخ پھیر دیا، آندھیاں آئیں تو ان سے کہا کہ تمہارا راستہ یہ نہیں ہے۔

(حضرت مولانا ابوالکلام آزادؒ)

اخبار جہاں

سید محمد عادل فریدی

ٹرمپ نے اپنی شبیہ بہتر بنانے کے لئے سلیمانی کا قتل کرایا: سیاسی تجزیہ کار

سیاسی تجزیہ کاروں نے کہا ہے کہ امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے آئندہ عام انتخابات کے پیش نظر اپنی شبیہ کو بہتر بنانے کے لئے ایران کی اسلامی پاسداران انقلاب کی قدس فورس کے کمانڈر میجر جنرل قاسم سلیمانی کا قتل کرایا ہے۔ایرانی صدر حسن روحانی نے امریکی حملے کا بدلہ لینے کا اعلان کیا ہے۔اس دوران امریکی وزارت خارجہ نے سکیورٹی الرٹ جاری کرتے ہوئے اپنی شہریوں کو جلد از جلد عراق چھوڑنے کو کہا ہے۔ جب کہ دوسری طرف امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے میجر جنرل سلیمانی کو امریکی راکٹ حملے میں مارے جانے کے اپنے فیصلے کو صحیح ٹھہراتے ہوئے جمعہ کے روز کہا کہ ایران میں جنرل سے لوگ ڈرتے تھے اوران سے نفرت کرتے تھے،اس لئے برسوں پہلے ان کا خاتمہ کردیا جانا چاہیے تھا۔(یو این آئی)

بنگلہ دیش میں جہاز کے ڈوبنے سے چار لوگوں کی موت

بنگلہ دیش کی راجدھانی ڈھاکہ کے نزدیک نارائن گنج کے فتح اللہ میں جمعہ کو علی الصبح بوڑھی گنگا ندی میں ریت سے لدے ایک جہاز کے ڈوبنے سے چار لوگوں کی موت ہوگئی جبکہ دو لوگوں کو بچالیا گیا محکمہ فائر بریگیڈ کے افسران نے بتایا کہ حادثہ علی الصبح تقریباً دو بج کر ۳۰/منٹ پر ہوا۔(یو این آئی)

چین نے خلیجی علاقے میں متعلقہ فریقوں سے تحمل برتنے کو کہا ہے

چین نے جمعہ کو امریکی راکٹ حملے میں ایران کے پاسداران انقلاب اسلامی کے قدس فورس کے کمانڈر میجر جنرل سلیمانی اور عراقی تنظیم حشد الشعبی کے ڈپٹی کمانڈر ابومہدی المہندس سمیت ۱۰/لوگوں کی موت کے بعد متعلقہ فریقوں سے خلیج میں تحمل برتنے کی درخواست کی ہے۔چینی وزارت خارجہ کے ترجمان گینگ شوانگ نے معمول کی پریس بریفنگ میں کہا ہے کہ ''بین الاقوامی تعلقات کی بات کریں تو چین نے ہمیشہ ہی فورس کے استعمال کی مخالفت کی ہے اور ہم یہی کہنا چاہتے ہیں کہ سبھی فریق اقوام متحدہ کے چارٹر اور بین الاقوامی تعلقات کے سرکاری ضابطوں پر عمل کریں۔انہوں نے کہا کہ عراقی اقتدار اعلی، آزادی اور علاقائی خودمختاری کا احترام کیا جانا چاہئے اور مغربی ایشا کے علاقے میں امن اور استحکام کو یقینی بنایا جانا چاہئے۔(یو این آئی)

چار سو سے زائد شامی پناہ گزین وطن واپس لوٹے

شام سے نقل مکانی کرکے پڑوسی ممالک اردن اور لبنان میں پناہ لینے والے ۴۰۰/سے زائد پناہ گزین وطن واپس لوٹ گئے ہیں۔روسی وزارت دفاع کے اوورسیز مانیٹرنگ سینٹر نے جمعہ کے روز یہ معلومات دی۔اقوام متحدہ کی رپورٹ کے مطابق شام میں لڑائی کی وجہ ۵۰/لاکھ سے زیادہ لوگ دوسرے ممالک میں اور ۶۰/لاکھ سے زیادہ لوگ داخلی طور پر بے گھر ہوئے ہیں۔(یو این آئی)

میکسیکو کی جیل میں فٹبال میچ کے دوران قیدیوں میں خونی تصادم، ۱۶/ہلاک

جیل میں فٹبال میچ کے دوران معمولی بات پر ہونے والے جھگڑے میں ۱۶/قیدی ہلاک اور ۵/زخمی ہوگئے۔ بین الاقوامی خبر رساں ادارے کے مطابق میکسیکو کی ایک جیل میں قیدیوں کے درمیان فٹبال میچ جاری تھا، اس دوران معمولی تلخ کلامی تصادم کی صورت اختیار کرگئی، دونوں جانب سے لاٹھیوں، چھریوں اور بوتلوں کا آزادانہ استعمال کیا گیا۔تصادم کے نتیجے میں ۱۵/قیدی موقع پر ہلاک ہوگئے جب کہ ایک قیدی نے اسپتال جاکر دم توڑ دیا۔ ۵/قیدی تاحال زخمی حالت میں زیر علاج ہیں۔ ہلاک اور زخمی ہونے والے قیدیوں کی شناخت ظاہر نہیں کی گئی ہے۔واضح رہے کہ میکسیکو کی جیل میں خطرناک قیدیوں کے درمیان ہونے والے خونی تصادم معمول کی بات ہیں حال ہی میں دو جیلوں میں ہونے والے تصادم میں درجنوں قیدی ہلاک اور زخمی ہوگئے تھے۔(نیوز ایکسپریس)

ہالینڈ میں خطوط کے ذریعے بم بھیجے جانے کے واقعات، حکام ششدر

ہالینڈ کی پولیس اس وقت ششدر رہ گئی جب ملک کے تین بڑے شہروں میں مختلف مقامات پر خطوط میں بم موصول ہوئے۔ پولیس نے اس بارے میں لوگوں کو ہوشیار رہنے کی ہدایت جاری کی ہے۔خبر رساں ادارے اے ایف پی کے مطابق اس سلسلے کا تازہ ترین واقعہ جمعے کی صبح اس وقت پیش آیا جب سیاحت کے لیے معروف شہر ایمسٹرڈم کے اکورا ہوٹل کے عملے نے پولیس کو ایک مشکوک خط کے بارے میں مطلع کیا۔ عملے کے ارکان نے پولیس کو بتایا کہ انہیں ایک پارسل موصول ہوا ہے، جس کے بارے میں انہیں شبہ ہے اس میں بم ہوسکتا ہے۔ دھماکہ خیز مواد سے نمٹنے والے ماہرین فوری طور پر متعلقہ ہوٹل پہنچے۔ بعدازاں پولیس نے ایک ٹوئٹر پیغام جاری کرتے ہوئے بتایا کہ مشکوک پارسل یا خط کم از کم سات ایسے خطوط میں سے ایک ہے، جس میں دھماکہ خیز مواد ہے۔ ہالینڈ کے مختلف شہروں میں پچھلے تقریباً تین ہفتوں میں ایسے خطوط برآمد ہونے کے کم از کم سات واقعات پیش آچکے ہیں۔ یہ خطوط تین شہروں میں مختلف پتوں پر ارسال کیے گیے تھے، جس میں دو ہوٹل، دو سروس اسٹیشنز، ایک اسٹیٹ ایجنسی، ایک کارڈیلر کمپنی اور قرضے وصول کرنے والی ایک مرکزی ایجنسی شامل ہیں۔ روٹرڈیم میں متاثرہ کارڈیلر کمپنی کے مالک نے ایک مقامی نشریاتی ادارے کو بتایا کہ جمعرات کو کمپنی کے ریسپشنسٹ نے ایک خط کھولا، تو اس میں بیٹری نما چیز دکھائی دی۔ پھر پولیس کو اطلاع دی گئی۔ پولیس نے اپنے ایک بیان میں کہا ہے کہ ابھی تک ان خطوط کی وجہ سے کوئی جانی یا مالی نقصان نہیں ہوا۔ یہ تمام خطوط دیکھنے میں معمول سے زیادہ بھاری تھے۔ ان پر بھیجنے والے کی طرف سے ملک کی مرکزی کریڈٹ ایجنسی کا اسٹکر اور لوگو بھی تھے جبکہ عموماً معلومات چھپے ہوئے لفافے پر ہوتی ہیں۔ پولیس کو شبہ ہے کہ یہ خطوط ممکنہ طور پر ایک ہی فرد کی جانب سے ارسال کیے گئے۔(ڈوئچے ویلے)

بزنس روزگار وکیریئر

یوگی حکومت کے خلاف لاکھوں اساتذہ کریں گے اجتماعی چھٹی

یوگی حکومت کی پالیسیوں سے ناراض یو پی حکومت کے پرائمری اور اَپر پرائمری اسکولوں کے تقریباً 5 لاکھ اساتذہ نے 21 جنوری سے اجتماعی چھٹی پر جانے کا فیصلہ کیا ہے۔اساتذہ نے یوگی حکومت کی پالیسیوں کے خلاف سڑک پر اترنے کا بھی اعلان کیا ہے،اس کے لیے ریاست کے بیسک ایجوکیشن افسر کے پاس اجتماعی طور پر درخواست بھی بھیجا گیا ہے۔ان کا کہنا ہے کہ اساتذہ لگاتار ریاست کے سرکاری اسکولوں کے اسٹرکچر، بنیادی سہولیات کی کمی، ملازمین کی کمی کو پورا کرنے اور اساتذہ کے لیے پنشن کا مطالبہ کررہے ہیں۔لیکن ریاست کی یوگی حکومت لگاتار ان کے مطالبات کو نظرانداز کررہی ہے۔انھوں نے مزید کہا کہ مطالبات کو لے کر اتر پردیش ٹیچرس ایسوسی ایشن نے نومبر ۲۰۱۹ء میں نائب وزیر اعلیٰ ڈاکٹر دنیش شرما سے بات بھی کی تھی، لیکن بات چیت ناکام رہی تھی۔اساتذہ کا کہنا ہے کہ ''سیلفی بیسڈ پریرنا ایپ سے اساتذہ کی نگرانی تو کی جارہی ہے لیکن حکومت کو یہ بھی پتہ ہونا چاہیے کہ کلاس میں پنکھے، فرنیچرس، بجلی اور صفائی ملازمین کی کتنی کمی ہے۔ حکومت اسکولوں کی بنیادی سہولیات پر کوئی بھی دھیان نہیں دے رہی ہے۔اس لیے ایسوسی ایشن نے ۲۱/جنوری کو ریاست کے سبھی سطح کے اسکولوں اور کالجوں میں تالابندی کرنے کا فیصلہ لیا ہے۔'' ٹیچرس ایسوسی ایشن کے کنوینز اوم پرکاش شرما کا کہنا ہے کہ ایسوسی ایشن کے نمائندہ وفد نے نائب وزیر اعلیٰ ڈاکٹر دنیش شرما سے بات چیت کی ہے، جس کے بعد انھوں نے ایسوسی ایشن کے میمورینڈم میں شامل نکات پر گفتگو کرنے سے معذرت کرلی۔انھوں نے بتایا کہ ٹیچرس ایسوسی ایشن حکومت کے ذریعہ نظرانداز کیے جانے سے مایوس ہے۔ ایسوسی ایشن کا کہنا ہے کہ اگر ان کے مطالبات کو نہیں مانا گیا تو لاکھوں کی تعداد میں اساتذہ یو پی کی سڑکوں پر اتریں گے اور یوگی حکومت کی پالیسیوں کے خلاف آواز اٹھائیں گے۔

رام مندر تعمیر کے لیے وزارت داخلہ میں 'ایودھیا ڈیسک' بن کر تیار

ایودھیا میں رام مندر کی تعمیر کے لیے تیاریاں زوروں پر ہیں اور اب تو اس سلسلے میں مرکزی وزارت داخلہ میں باضابطہ ایک ''ایودھیا ڈیسک'' بھی بنادی گئی ہے۔میڈیا ذرائع میں آرہی خبروں کے مطابق یہ خصوصی ''ایودھیا ڈیسک'' ہی رام مندر تعمیر سے منسلک معاملوں کو دیکھے گی۔ بتایا یہ بھی جارہا ہے کہ یہی ڈیسک سنی وقف بورڈ کو پانچ ایکڑ زمین دینے، مندر تعمیر کے لیے ٹرسٹ کی تشکیل اور اس کے بعد ٹرسٹ کو زمین کا مالکانہ حق منتقل کرنے جیسے امور کو بھی آخری شکل دے گی۔ یہاں قابل غور ہے کہ سپریم کورٹ نے تین مہینے میں ٹرسٹ تشکیل دینے کا حکم صادر کیا تھا اور اب دو مہینے ہونے والے ہیں۔

وزرات داخلہ میں جو ''ایودھیا ڈیسک'' بنائی گئی ہے،اس کی ذمہ داری وزارت کے ایک ایڈیشنل سکریٹری کو دی گئی ہے۔ایودھیا ڈیسک کا کام تین لوگ مشترکہ طور پر دیکھیں گے اور جلد ہی مندر تعمیر کے لیے سرگرمیاں تیز ہو جائیں گی۔موصولہ اطلاعات کے مطابق ایودھیا ڈیسک بنائے جانے سے متعلق وزارت داخلہ نے گزشتہ ۳۱/دسمبر کو ایک حکم جاری کیا ہے۔اس حکم کے مطابق ڈیسک کا کام دیکھنے کے لیے جموں وکشمیر اور لداخ محکمہ کے چیف ایڈیشنل سکریٹری کے علاوہ جموں وکشمیر اور لداخ محکمہ کے ہی ایڈیشنل سکریٹری اور قومی اتحاد محکمہ کے نائب سکریٹری کو مقرر کیا گیا ہے۔خاص بات یہ ہے کہ جموں وکشمیر محکمہ کے سربراہ کی شکل میں گیانیش کمار نے ۵/اگست کو ریاست کی تقسیم اور دفعہ ۳۷۰/و ۳۵-اے کو ہٹانے میں اہم کردار نبھایا تھا۔ بہرحال، وزارت داخلہ کے ذریعہ جاری حکم نامہ میں واضح لفظوں میں کہا گیا ہے کہ ''ایودھیا ڈیسک'' ایودھیا سے متعلق سبھی معاملے اور اس سے منسلک عدالتی احکامات کو بھی دیکھے گا۔رام مندر تعمیر کے لیے جس ٹرسٹ کی تشکیل کا حکم سپریم کورٹ نے دیا ہے، ابھی اس تعلق سے کوئی پیش رفت دیکھنے کو نہیں ملی ہے۔لیکن ایسا تصور کیا جارہا ہے کہ اس ٹرسٹ میں ۱۱/اراکین ہوسکتے ہیں۔امکان یہ بھی ظاہر کیا جارہا ہے کہ اس ٹرسٹ میں سرکاری نمائندہ کے طور پر ایودھیا کے ضلع مجسٹریٹ یا فیض آباد کے کمشنر کو جگہ مل سکتی ہے۔اس کے ساتھ ہی مرکزی حکومت کے ایک افسر کو بھی ٹرسٹ کا رکن بنایا جاسکتا ہے۔واضح رہے کہ سپریم کورٹ نے پہلے ہی نرموہی اکھاڑے کے ایک نمائندہ کو رکن بنانے کا حکم دیا ہے۔قابل غور ہے کہ بی جے پی کی سطح پر یہ بات پہلے ہی واضح کیا جاچکا ہے کہ پارٹی کا کوئی بھی لیڈر ٹرسٹ میں شامل نہیں ہوگا۔اتنا ہی نہیں، وی ایچ پی نے بھی صاف کردیا ہے کہ اس کا کوئی عہدیدار براہ راست ٹرسٹ کا رکن نہیں بنے گا۔لیکن گزشتہ تین دہائیوں سے مندر تعمیر کی تیاری میں مصروف رام جنم بھومی نیاس کو اس میں جگہ مل سکتی ہے۔بتایا جارہا ہے کہ کسی بھی ایسے شخص کو اس ٹرسٹ میں جگہ نہیں ملے گی جو مندر تعمیر کے لیے اپنا پورا وقت نہ دے پائے۔

ملک کے سبھی ۲۰/آئی آئی ایم میں اساتذہ کی بحالی میں ریزرویشن ختم کرنے کا مطالبہ

ملک کے سبھی ۲۰/انڈین انسٹی ٹیوٹ آف مینجمنٹ (آئی آئی ایم) نے وزارت برائے فروغ انسانی وسائل حکومت ہند کو خط لکھ کر اساتذہ کی بحالی میں ریزرویشن ختم کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔خط میں مطالبہ کیا گیا ہے کہ انہیں او بی سی، ایس سی/ایس ٹی اور اکونومیکل ویکر سیکشن کے لیے عہدے مختص کرنے سے چھوٹ دی جائے۔ واضح ہو کہ وزارت برائے فروغ انسانی وسائل کی جانب سے ہدایت دی گئی تھی کہ آئی آئی ایم میں بھی اساتذہ کی بحالی میں ریزرویشن نافذ کیا جائے۔آئی آئی ایم کے مینجمنٹ کا کہنا ہے کہ وہ بحالی میں غیر جانبدارانہ رویہ اپناتے ہیں اور سماج کے پسماندہ طبقات کے ساتھ ساتھ سبھی طبقوں کو مساوی مواقع فراہم کرتے ہیں۔آئی آئی ایم مینجمنٹ کا کہنا ہے کہ وہ اب تک لیبر اینڈ ٹریننگ ڈپارٹمنٹ کے ۱۹۷۵ء کے ضابطوں پر عمل کرتے رہے ہیں جو کہ سائنسدانوں اور تکنیکی عہدوں کے لیے ریزرویشن میں چھوٹ دیتا ہے۔

طب و سائنس

سردیوں میں کھجور کا استعمال

کھجور کے بہت سے طبی فائدے ہیں یہ انتہائی اعلیٰ غذائی اجزاء رکھنے والا پھل ہے۔گلوکوز اور فرکٹوز کی صورت میں قدرتی شکر مہیا کرتی ہے۔ یہ شکر جسم میں فوراً جذب ہو جاتی ہے۔ گنے کی شکر سے زیادہ مفید ہے ۔اس کی گٹھلی کو بھون کر سفوف بنا لیتے ہیں۔اس سفوف سے کافی جیسا مشروب تیار کیا جاتا ہے۔اس کا نام ڈیٹ کافی ہے۔کھجور میں پائے جانے والے طبی اجزاء انتڑیوں کے مسائل کا عمدہ حل ہیں۔ روسی ماہرین کا کہنا ہے کہ کھجور کا آزادانہ استعمال پیٹ اور انتڑیوں کے کیڑوں کو پیدا ہونے سے روکتا ہے اور ساتھ انتڑیوں میں مفید بیکٹر یا کے اجتماعات بنانے میں مدد دیتا ہے۔کمزور دل کیلئے کھجور کا پانی بڑا موثر علاج ہے۔رات بھر پانی میں بھگوئی ہوئی کھجوریں اگلی صبح گٹھلیاں نکال کر اس پانی میں کچل کر ہفتہ میں کم از کم دو دفعہ استعمال کرنا دل کو بہت تقویت دیتا ہے۔

بچوں کے دانت نکلنے کے دنوں میں ایک کھجور اگر بچے کے ہاتھ کے ساتھ باندھ دی جائے اور اسے چوسنے دی جائے تو مسوڑھے سخت ہو جاتے ہیں اور دانت آسانی سے نکل آتے ہیں۔کھجور اور شہد کا معجون دانت نکلنے کے دنوں میں بچوں کو دیا جائے تو اسہال اور پیچش سے تحفظ ملتا ہے۔اسے دن میں تین بار چٹانا چاہیے۔کھجور ایک ملین غذا ہے اس کا استعمال قبض کا موثر تدارک ہے۔موثر جلاب کی تاثیر حاصل کرنے کیلئے مٹھی بھر کھجوریں رات کو پانی میں بھگو دی جائیں۔اگلی صبح ان کو اچھی طرح ملا کر شربت بنا لیا جاتا ہے ۔یہ شربت پینے سے اجابت جلاب کی مانند ہوتی ہے۔

کھانے کی احتیاط :

بہتر اور صاف ستھری کھجور تناول کرنی چاہیے۔اس کی لیسدار سطح پر مٹی اور دیگر آلودگیاں چمٹ جاتی ہیں اس لیے کھانے سے پہلے کھجور کو صاف پانی سے دھولینا چاہیے۔خریدتے وقت دیکھ لینا چاہیے کہ اس کی محفوظ پیکنگ ہوئی ہے۔کئی بیچنے والے بغیر ڈھانپے' کھلے بندوں ریڑھیوں پر لگائے ہوتے ہیں جس سے کھجور آلودہ ہو جاتی ہے۔بعض لوگ اسے دودھ کیساتھ بھی کھاتے ہیں جس سے زبردست غذائی افادیت پیدا ہوتی ہے۔

بعض لوگ اس کی گٹھلی نکال کر اس میں مکھن بھر کر کھاتے ہیں۔ چکنائی حاصل کرنے کا یہ سائنسی طریقہ ہے۔اسے مختلف پکوانوں کی صورت میں بھی استعمال کیا جاتا ہے۔بس صاف ستھری کھجوریں مفید ثابت ہوسکتی ہیں۔ اہلِ عرب کھجور اور آب زم زم کا خوب استعمال کرتے ہیں جو غذائیت کیلئے عظیم نعمتیں ہیں۔اللہ تعالیٰ نے مختلف اشجار' پودوں اور جڑی بوٹیوں میں جانداروں کیلئے بڑے بڑے فائدے جمع کر رکھے ہیں۔ جوان کی صحت کیلئے بہت کارآمد ہیں۔انسان خصوصاً بڑا خطا کار ہے مگر خالق کائنات بڑا رحیم و کریم ہے۔

سردیوں میں کھجور کھانے کے 8 فوائد

اگرچہ لوگوں میں یہ خیال پھیلا ہوا ہے کہ ہر میٹھا ذائقہ رکھنے والی چیز غیر صحت مند ہوتی ہے۔تاہم گلوکوز سے بھرپور ایک خشک پھل ایسا بھی ہے جو صحت کے لیے انتہائی مفید ہے.........جی ہاں یہ کھجور ہے۔کھجور کے اندر صحت کے لیے کئی ایسے فوائد ہیں جو خاص طور پر موسم سرما میں اسے کھانے سے انسان کو بہت سے امراض سے محفوظ رکھتے ہیں۔اگر آپ موسم سرما میں صحت کے حوالے سے مختلف مسائل مثلاً نزلہ، ٹھنڈ، جوڑوں کے درد، الرجی اور فلو کا شکار رہتے ہیں تو آپ کو لازمی طور کھجور کا استعمال کرنا چاہیے۔صحت کے امور سے متعلق ویب سائٹ "بولڈ اسکائی" پر کھجور کے آٹھ ایسے فوائد پیش کیے گئے ہیں جن کو جان کر آپ سردیوں میں کھجور کھانے پر مجبور ہو جائیں گے:

1 – جسمانی حرارت

کھجور کو ریشے، فولاد، کیلشیئم، وٹامن اور میگنیشیئم کا اچھا ذریعہ شمار کیا جاتا ہے اور یہ سب عناصر سردیوں میں انسانی جسم کو گرم رکھنے میں مدد دیتے ہیں۔

2 – ٹھنڈ کے اثر اور نزلے کا علاج

اگر آپ ٹھنڈ کے اثر سے نزلے میں مبتلا ہیں تو آپ دو سے تین کھجوریں، دو عدد چھوٹی الائچی اور چند ٹکڑے لال مرچ کو لے کر گرم پانی میں ڈال کر کچھ دیر اُبال لیں اور پھر چھان کر سونے سے پہلے اسے مشروب کے طور پر استعمال کریں۔

3 – دمے کا علاج : کھجور کے ذریعے دمے اور سانس سے متعلق دیگر الرجیوں کا بھی علاج ممکن ہے جن کا شمار سردیوں کے موسم میں پھیلے عمومی عام مسائل میں ہوتا ہے۔اس مقصد کے لیے روزانہ صبح اور شام کھجور کے ایک یا دو دانے پابندی سے کھانا چاہئے۔

4 – جسم کو طاقت دینا : کھجور میں موجود قدرتی شکر انسانی جسم کو فوری توانائی دینے میں مددگار ہوتی ہے۔

5 – قبض کا علاج : چوں کہ کھجور ریشے سے بھرپور ہوتی ہے لہذا اسے رات بھر پانی میں بھگو کر صبح اس کو Blender میں پیس لیں اور نہار منہ پی لیں۔یہ عمل قبض کے علاج میں بہت مفید ثابت ہوگا۔

6 – دل کی صحت کا تحفظ : ریشے سے بھرپور ہونے کے پیشِ نظر کھجور دل کی صحت کی حفاظت کرتی ہے۔ یہ دل کی دھڑکن کی رفتار اعتدال اور کنٹرول میں رکھتی ہے۔ اس کے علاوہ دل کے دوروں کے خطرات سے بھی بچاتی ہے۔

7 – جوڑوں کے درد میں کمی : کھجور انسان کے جوڑوں کے درد اور سوجن کی تکلیف میں کمی کرتی ہے بالخصوص سردیوں کے موسم میں جب کہ یہ مسئلہ بکثرت پھیلا ہوتا ہے۔

8 – بلند فشارِ خون کو کم کرنا : کھجور میں موجود میگنیشیئم اور پوٹاشیئم بلند فشار خون کو کم کرنے کے لیے قدرتی عامل ہیں۔اس واسطے روزانہ 5 سے 6 کھجوریں کھانے کی ہدایت کی جاتی ہے۔

ہفتۂ رفتہ

راشد العزیری ندوی

12 ریاستوں کے عوام کہیں سے لے سکیں گے اپنا سرکاری راشن

مرکزی صارفین وزارت نے اس سال 1 جون سے پورے ملک میں ون نیشن-ون راشن کارڈ نافذ کرنے کا ہدف مقرر کیا ہے۔پورے ملک میں نافذ ہونے کے بعد کوئی راشن کارڈ حامل ایک ہی کارڈ سے ملک میں کہیں سے سرکاری راشن خرید سکے گا۔نئے سال کے پہلے دن ملک کے 12 ریاستوں کے راشن کارڈ حاملین کے لئے ایک خوش خبری آئی ہے۔اب ملک کے کل 12 ریاستوں میں ون نیشن-ون راشن کارڈ اسکیم نافذ ہو گیا ہے۔خیال رہے کہ جن ریاستوں میں یہ اسکیم نافذ کیا گیا ہے ،ان میں آندھرا پردیش، تلنگانہ، گجرات، مہاراشٹر، ہریانہ، راجستھان، کرناٹک، کیرالہ، مدھیہ پردیش، گوا، جھارکھنڈ اور تریپورہ شامل ہیں۔اس کا فائدہ ان ریاستوں کے تمام راشن کارڈ حاملین کو ہوگا، کیونکہ اب وہ ان میں سے کسی بھی ریاست کی سرکاری راشن کی دکان سے اپنا سرکاری راشن خرید سکیں گے۔یعنی اب مہاراشٹر میں رہنے والا کوئی شخص اگر تریپورہ جاتا ہے تو اسے نیا راشن کارڈ بنوانے کی ضرورت نہیں ہوگی اور پرانے راشن کارڈ ہی سے تریپورہ میں بھی اپنا سرکاری راشن خرید سکے گا۔اس کے پہلے گزشتہ سال 9 اگست کو مرکزی صارفین وزیر رام ولاس پاسوان نے مہاراشٹر اور گجرات کے درمیان اور آندھرا پردیش اور تلنگانہ کے درمیان راشن کارڈ portability کا آغاز کیا تھا۔ مرکزی حکومت نے اس منصوبہ کو پورے ملک میں نافذ کرنے کا ہدف رکھا ہے۔(بصیرت آن لائن)

حج 2020 پر مہنگائی کا اثر، درخواستوں میں زبردست کمی

حج کمیٹی آف انڈیا کے ذریعہ حج 2020ء کے قرعہ اندازی نہیں کروائے جانے کا امکان پیدا ہو گیا ہے، کیونکہ کمیٹی نے امسال درخواستوں کے لیے تاریخ میں چار مرتبہ توسیع کی ہے،اس کے باوجود درخواستوں میں کمی کا سلسلہ جاری ہے سب سے زیادہ اتر پردیش متاثر ہوا ہے، جہاں درخواستیں سب سے کم موصول ہوئی ہیں۔ حج کمیٹی ذرائع کے مطابق اب دو لاکھ بیس ہزار درخواستیں موصول ہوئی ہیں اور اس سلسلہ میں اندراج کے بعد ایک لاکھ سے زیادہ عازمین حج کو کور نمبر دیے جا رہے ہیں۔تاکہ کام میں آسانی پیش آئے۔حج کمیٹی کے ذریعہ دو لاکھ چالیس ہزار کا کوٹہ ہے۔گزشتہ 2.60 لاکھ درخواستیں موصول ہوئی تھیں۔ حج کمیٹی کے سی او مقصود احمد خان نے درخواستیں کم آنے کی تصدیق کی ہے،البتہ درخواستیں مقررہ کوٹے سے 80 ہزار زائد ہیں۔ان میں سے نصف سے زائد درخواستیں واپس لی جاسکتی ہیں۔جس کے بعد ہی قرعہ اندازی کا وقت طے کیا جائے گا۔ بتایا جا رہا ہے کہ اتر پردیش میں سب سے کم درخواست ملی ہیں،اور شاید قرعہ اندازی بھی نہ کرانا پڑے۔سی ای او کے مطابق عالمی سطح پر مندی اور ڈالر کے مقابلہ میں روپئے کی قدر میں کمی بھی ایک بڑا سبب ہے۔جبکہ دوسری وجہ آن لائن سسٹم ہے، جس سے درخواست پر اثر پڑا ہے۔(روزنامہ تاثیر یکم جنوری ۲۰۱۰ء)

ریلوے کا کرایہ، رسوئی گیس کے دام بڑھانا، عوام کو کرارا جھٹکا: کانگریس

کانگریس نے کہا ہے کہ حکومت سے نئے سال پر لوگوں کے مسئلوں کو کم کرنے کے لئے پختہ قدم اٹھانے کی امید تھی لیکن اس نے ریلوے کا کرایہ اور رسوئی گیس سلینڈر کے دام بڑھا کر ان امیدوں پر پانی پھیرا ہے۔خواتین کانگریس کی صدر اور پارٹی ترجمان سشمتا دیو نے کانگریس ہیڈکوارٹر میں نامہ نگاروں سے کہا کہ ریلوے کا کرایہ اور رسوئی گیس سلینڈر کے دام بڑھا کر حکومت نے عام لوگوں کے ساتھ ناانصافی کی ہے اور نئے سال پر عام لوگوں پر کیا گیا ظلم قابل مذمت ہے۔انہوں نے کہا کہ نئے سال پر حکومت کو بے روزگاری سے متاثر لوگوں کا درد کم کرنے اور بدحال معیشت میں بہتری لانے کے لئے قدم اٹھانے چاہیے تھے لیکن اس نے سال کے پہلے دن ریلوے کا کرایہ اور ایل پی جی سلینڈر کے دام بڑھا کر عام آدمی کو گہرا دھکا دیا ہے۔ یہ دھکا عام لوگوں کے لئے ناقابل برداشت ہے۔ایسا لگتا ہے کہ حکومت بے روزگاری اور بدحال ہوتی معیشت میں بہتری لانے کے اقدامات کرنے کے بجائے لوگوں کو مزید بحران میں ڈالنے کا کام کرنے میں زیادہ دلچسپی لے رہی ہے۔ترجمان نے کہا کہ ملک کے 2.30 کروڑ لوگ ریلوے پر انحصار کرتے ہیں اور ان کا کرایہ بڑھا کر حکومت نے انہیں بے رحمی سے کچلنے کی کوشش کی ہے۔ حکومت نے کرائے میں اضافہ ایسے موقع پر کیا ہے جب دیہی صارفین کی شرح گر گئی ہے۔سرکاری اعداد وشمار کے مطابق لوگوں کی خرید کی صلاحیت گر گئی ہے اور بے روزگاری 45 سال کی سب سے اونچی سطح پر پہنچ گئی ہے۔سشمتا دیو نے کہا کہ نئے سال پر حکومت نے لوگوں کو جو جھٹکا دیا ہے اس کے مطابق ریز روڈ کیٹگری کے ریل ڈبے میں سفر کرنے پر ایک مسافر کو دو ہزار کلومیٹر کے سفر کے لئے کرایہ 20 روپے بڑھا کر دینا ہوگا۔اسی طرح سے غیر اے سی کیٹگری کے سلیپر ڈبے میں اتنی ہی دوری کا سفر طے کرنے کے لئے کرایہ 40 روپے بڑھ گیا ہے اور اگر کوئی شخص اے سی ڈبے میں دو ہزار کلومیٹر کا سفر کرتے ہیں تو اس کا کرایہ 80 روپے بڑھا کر دینا پڑے گا۔انہوں نے کہا کہ اسی طرح سے سلینڈر کے دام بڑھا کر بھی حکومت نے لوگوں پر بھاری بوجھ ڈالا ہے۔انہوں نے کہا کہ سلینڈر گیس کے لئے دسمبر 2019 کے دام کے مقابلے اگر جنوری 2020 سے کیا جائے تو دہلی میں رسوئی گیس کے سلینڈر کے لئے صارفین کو 695 روپے کے مقابلے میں اب 714 روپے دینے ہوں گے جبکہ کولکاتہ میں 725 کی جگہ اب 747 روپے اور ممبئی میں 665 سے 684.50 روپے دینے ہوں گے۔مرکزی وزیر پرکاش جاوڈیکر کے شہریت ترمیمی قانون کے خلاف ہوئے مظاہروں کے دوران دہلی میں ہوئے تشدد کے لئے کانگریس کو ذمہ دار ٹھہرانے سے متعلق سوال پر انہوں نے اس الزام کو غلط بتایا اور کہا کہ حکومت اپنے گھمنڈ میں عوام کے مسئلوں کو نظرانداز کر رہی ہے اور کوئی اسے مسئلہ ماننے کو تیار ہی نہیں ہے۔

بقیات

بقیہ وپن راوت .... اس طرح اب وپن راوت اس عہدہ پر کم از کم تین سال اپنی خدمات انجام دے سکیں گے۔سی ڈی اس کی حیثیت سے وہ ایٹمی ہتھیار استعمال کرنے کے سلسلے میں وزیر اعظم کے مشیر خصوصی ہوں گے،اس طرح اب ایٹمی ہتھیاروں کا بٹن جنرل وپن راوت کے ہاتھ میں ہوگا،اس کے قبل اس کام کے لیے دو کاؤنسل کام کرتی تھی،ایک سیاسی اور ایک انتظامی،سیاسی کاؤنسل کے فیصلے کے بعد انتظامی کونسل ان اس اے (NSA) کی صدارت میں اپنا کام شروع کرتی تھی،اب اس میں تبدیلی کر دی گئی ہے،سی ڈی اس انتظامی کونسل کے کاموں کو دیکھیں گے اور سیاسی کونسل میں مدعو خصوصی کے طور پر ان کی شرکت ہوا کرے گی،ایٹمی ہتھیاروں کا نظام پہلے اسٹراٹیجک فورس کمانڈ دیکھتی تھی،فوج اور کمانڈ کے بیچ رابطہ کا کام ان اس اے (NSA) کیا کرتی تھی،لیکن یہ معاملہ اب سی ڈی اس کے ذمہ ہوگا،اس کے علاوہ سی ڈی اس کے دوسرے کام بھی ہوں گے جن میں فوجی صلاح ومشورہ کو مؤثر بنانا بھی شامل ہے،وزارت دفاع میں ڈپارٹمنٹ آف ملٹری افیرس کے نام سے ایک نیا شعبہ کھولا جائے گا۔وپن راوت نے جس مقصد کے لئے بیان دیا تھا،اس کا فائدہ ان کو مل گیا لیکن اس سے عوام میں فوج کے بارے میں اچھا پیغام نہیں گیا ہے اور یہ سوچا جانے لگا ہے کہ پہلے ہی سارے جمہوری ادارے حکومت کی چشم آبرو کے غلام ہو کر رہ گئے تھے،تو کیا اب فوج بھی اسی راہ پر چلنے کا ارادہ کر رہی ہے۔وپن راوت کو اس کا احساس ہے،تبھی تو عہدہ سنبھالتے ہی انہوں نے کہا کہ فوج کو سیاسی بیان بازی نہیں کرنی چاہیے۔

بقیہ یادوں کے چراغ .... اتنے بڑے سانحہ کے بعد اسی دن شادی کی تقریب کرنا بڑے دل گردے کا کام ہے،اور یہ ان کی تربیت ہی کا اثر تھا،حالانکہ پٹنہ اور گیا لانے کے بعد مخلوق خدا کا ازدحام ہوتا اور جنازہ کے مصلیان کی تعداد بھی بڑھ جاتی،لیکن لڑکی والوں کی رعایت میں اسے گوارا کر لیا گیا۔

یہ تو حسن نواب حسن کا انسانی کردار تھا،شاعری کے حوالے سے بات کریں تو وہ دبستان عظیم آباد کے بڑے نظم نگار شاعر تھے،انہوں نے غزلیں،قطعات،رباعیات،حمد ونعت اور قصیدہ بھی کہے،منقبت کے اشعار بھی اچھے خاصے ہیں،لیکن وہ بنیادی طور پر نظم کے شاعر تھے،ان کی فنی صلاحیت پورے طور پر نظم نگاری میں سامنے آتی ہے،ان کی ایک نظم پانی اور آنسو کا بہت پہلے میں نے تجزیاتی مطالعہ پیش کیا تھا،جو میری کتاب حرف آگہی میں شامل ہے،وہ کہا کرتے تھے کہ میں نے کرب آگہی میں بھی اس مضمون کو شامل کر دیا ہے،کرب آگہی کو چھپی ہوئی شکل میں وہ نہیں دیکھ سکے،اس نام پر دیر تک ہمارے ان کے درمیان گفتگو ہوئی تھی،پھر انہوں نے اسے منتخب کر لیا تھا،ان کی مشہور نظموں میں بہار نامہ،خون ،زخمی پرندہ،نور نظر پیدا نہ ہو،شناختی کارڈ وغیرہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں،میری رائے ہے کہ حسن نواب حسن کی فکر میں ندرت،تخیلات میں ترفع،ہیئت کی پابندی اور اوزان وقافیہ کی ہمواری کی وجہ سے ان کی شاعری ہر طبقے میں مقبول ہوئی،ان کی نظموں کو پڑھ کر جوش کی لفظیات اور روانی کا احساس ہوتا ہے،البتہ جوش کی طرح ان کا لہجہ انقلابی نہیں ہے،بلکہ سبک دریاؤں کی روانی جیسا ہے،جو ہولے ہولے قاری کو اپنی گرفت میں لے لیتا ہے،اور جب تخلیق ختم ہوتی ہے تو آدمی ان کی سحر سے دیر میں نکل پاتا ہے،ان خصوصیات کی وجہ سے حسن نواب حسن ادبی محفلوں کی جان تھے،عظیم آباد کی ہر قسم کی مجلسوں میں وہ پوچھے جاتے تھے اور پوری پابندی سے شریک ہوتے تھے،انہوں نے لمبی عمر پائی،اس دور میں اسی (۸۰) سال کم نہیں ہوتے ہیں،سلطان اختر نے ان کے بارے میں کہا تھا

وہ کہتا ہے ارباب ادب سنتے ہیں
ہوتی ہی نہیں ختم کہانی ان کی

اور حسن نواب حسن یہ کہتے ہوئے چلے گئے کہ ''لو ختم کہانی ہوگئی'' اللہ انہیں آخرت میں حسنات کا بہترین بدلہ دے،اور پس ماندگان کو صبر جمیل بخشے آمین۔

بقیہ کتابوں کی دنیا .... موجودہ جلد بندی میں پڑھنے کے لئے آنکھ اور ہاتھ دونوں کو مشغول رکھنا پڑتا ہے،ورنہ کتاب فوراً بند ہو جاتی ہے،اگر آپ نے صفحہ نمبر یاد نہیں رکھا یا نشان نہیں لگایا ہے تو پھر الٹتے رہئے کہ کہاں پڑھ رہے تھے،کتاب کا ایک ذیلی نام ''محاسن التذکرہ'' بھی درج ہے،اس کی معنویت نہ اضافت کی صورت میں مجھے سمجھ میں آئی اور نہ ہی جوامع الکلم جیسی ترکیب کے حوالہ سے،مولانا نے درست ہی لکھا ہوگا اب میری سمجھ میں نہیں آیا تو یہ میری فہم کا قصور ہے۔میرے ایک دوست نے اس کا ترجمہ ''ذکر خیر'' کیا ہے،مان بھی لیں تو تکلفات باردہ سے خالی نہیں۔

کتاب میں ایک نام بیرسٹر شفیع داؤدی کا آیا ہے،صفحہ ۶۲۴ پر مولانا نے ان پر حاشیہ لکھا ہے،اس میں مولانا کو اشتباہ ہو گیا اور انہوں نے یکہتہ مدھوبنی والے محمد شفیع کو شفیع داؤدی سمجھ لیا اور پورا نوٹ ان کی سوانحی معلومات پر مشتمل لکھ دیا،حالانکہ امیر شریعت رابع حضرت مولانا منت اللہ رحمانی نور اللہ مرقدہ نے اپنے مقالہ میں جس شفیع کا تذکرہ کیا ہے وہ بیرسٹر شفیع داؤدی (۱۸۵۷ء-۱۹۴۹ء) ہیں،داؤدنگر مظفر پور موجودہ ضلع ویشالی کے رہنے والے تھے،کانگریس کے بڑے لیڈر تھے،ایک انتخاب انہوں نے احرار پارٹی سے لڑا تھا،بعد میں شکست کے بعد جماعت اسلامی سے وابستہ ہو گئے،مظفر پور میں داؤدی منزل اب بھی موجود ہے جو مجاہدین آزادی کا مرکز تھا،اور گاندھی جی،جواہر لال نہرو وغیرہ کا آنا جانا وہاں تھا،گول میز کانفرنس میں گاندھی جی کے ساتھ لندن بھی گئے تھے،اپنی مذہبی سوچ کی وجہ سے مولانا مظہر الحق ،مولانا محمد علی جوہر اور مولانا شوکت علی کی طرح یہ بھی مولانا شفیع داؤدی سے مشہور ہو گئے تھے،حالانکہ وہ اصطلاحی مولانا نہیں تھے،بہت ساری کتابوں میں ان کا تذکرہ ہے۔چھوٹی موٹی فروگذاشتوں کے باوجود کتاب اعلیٰ تحقیق کا نمونہ ہے،جو بات کہی گئی ہے وہ چھان پھٹک کر کی گئی ہے،کاغذ،طباعت عمدہ ہے،قیمت ایک ہزار روپئے قارئین کے ذوق مطالعہ کا امتحان ہے،جامعہ ربانی منوروا شریف،بتھان سمستی پور،فرید بکڈ پو پرائیویٹ لمیٹیڈ دہلی اور مکتبہ امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ سے کتاب مل سکتی ہے۔

بقیہ این پی آر اور ہمارا لائحہ عمل .... حکومت کی اس سازش کو ناکام کرنے کے لیے ہمیں بھی چاہیے کہ اس قانون کی مخالفت میں ہم وزیر اعظم اور صدر جمہوریہ کے نام خطوط لکھیں،اور ان خطوط کو میڈیا پر بھی وائرل کریں،اسی طرح صوبائی حکومت کے وزیر اعلیٰ کو بھی خط لکھا جائے کہ وہ صوبہ میں این آر سی کو نافذ نہ ہونے دیں،تیسرا خط چیف آف جسٹس انڈیا کو بھی لکھا جائے جس میں ان سے بصد احترام اپیل کی جائے کہ وہ اس قانون کو کالعدم قرار دیں۔پولیس کی جانب سے یوپی وغیرہ میں جو مظالم ڈھائے جا رہے ہیں اس تعلق سے بھی ذمہ داری نبھانا ضروری ہے،وکلاء کی ایک ایسی جماعت ہو جو مظلوم مسلمانوں اور دیگر برادران وطن کے لیے مفت مقدمہ لڑے اور ان کی رہنمائی کرے،نیز جو مسلمان شہید ہوئے ہیں ان کے پسماندگان کا تعاون کرنا بھی ہم سب کی ذمہ داری ہے،اسی طرح سوشل میڈیا پر پولیس اہلکاروں کے ظلم وبربریت کے جتنے ویڈیوز وائرل ہو رہے ہیں انہیں محفوظ کر لیا جائے تا کہ عدالت میں پیش کئے جا سکیں۔

جہاں تک طویل مدتی منصوبہ کی بات ہے تو اس حوالہ سے ضروری ہے کہ امتِ مسلمہ اپنی اصلاح پر توجہ دے،رجوع الی اللہ کے لیے اجتماعی کوششیں تیز کی جائیں،نیز یہ حالات سال دو سال کی پیداوار نہیں ہیں بلکہ آر ایس ایس کی قریب ایک صدی طویل محنتوں کا نتیجہ ہے،اس دوران اس نے ملک کے برادران وطن کو اسلام اور مسلمانوں سے متنفر کیا۔اور اسلام دشمنی کی بنیاد پر انہیں متحد کیا۔آر ایس ایس اسلام کی بنیاد پر ملک میں این آر سی لانا چاہتی ہے،اور ملک سے اسلام کا صفایا کرنا چاہتی ہے،اس کا حل یہ ہے کہ مسلمانوں اپنے اعمال واخلاق کو درست کرتے ہوئے برادران وطن کو اسلام سے قریب کرنے کی کوشش کریں،اور ہندوستان میں برادران وطن کے ہر طبقہ کو اسلام سے متعارف کرانے کی مستقل مہم چلائیں،یہ طویل المدت منصوبہ ہے، وقتی احتجاج مسئلہ کا مستقل حل نہیں ہوسکتا؛ بلکہ غیر مسلموں میں دعوت دین کے ساتھ مسلمانوں کو اسلامی اخلاق وکردار کا ترجمان بننے کے لیے ہمہ جہت جدوجہد مسئلہ کا حل ہے۔

اعلان مفقود الخبری

معاملہ نمبر ۰۷/۱۸۸۷/۱۴۴۰ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ بیگوسرائے)

شاہ ناز خاتون بنت محمد عظیم الدین مقام وڈاکخانہ پرادیوس تھانہ برونی ضلع بیگوسرائے۔فریق اول

بنام

محمد آصف ولد محمد یلیین مقام راجابگان پی ڈبلیو روڈ ڈاکخانہ وتھانہ بارانپور ضلع ۲۴ پرگنہ۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول شاہ ناز خاتون بنت محمد عظیم الدین نے آپ فریق دوم محمد آصف ولد محمد یلیین کے خلاف دارالقضاء بیگوسرائے میں عرصہ ایک سال سے غائب ولا پتہ ہونے،نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے،اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۱۰/۶/۱۴۴۱ھ مطابق ۵/فروری ۲۰۲۰ء روز بدھ بوقت ۹/بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت۔

معاملہ نمبر ۱۱۸/۱۴۰۷/۱۴۴۰ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ گواپوکھر مدھوبنی)

اکبری خاتون بنت محمد اعظم مرحوم مقام ڈمری ڈاکخانہ ڈمری تھانہ رہیکا ضلع مدھوبنی۔فریق اول

بنام

محمد جسیم ولد مظفر حسین مقام چھچھوا ڈاکخانہ بھڑاگھاٹ تھانہ بسفی ضلع مدھوبنی۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دارالقضاء مدرسہ فلاح المسلمین گواپوکھر بھوارہ ضلع مدھوبنی میں عرصہ ۴/سال سے غائب ولا پتہ ہونے،نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے،اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۸/جمادی الاخریٰ ۱۴۴۱ھ مطابق ۳/فروری ۲۰۲۰ء روز سموار بوقت ۹/بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت۔

معاملہ نمبر ۱۹/۱۸۳۶/۱۴۴۰ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ بیگوسرائے)

شاہ جہاں خاتون بنت محمد اسرائیل مقام عماد پور وارڈ نمبر ۱۳ ڈاکخانہ بکھری ضلع بیگوسرائے۔فریق اول

بنام

محمد سنجر ولد عبدالجلیل مقام ساسن ڈاکخانہ ساسن ضلع سمستی پور۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول شاہجہاں خاتون بنت محمد اسرائیل نے آپ فریق دوم محمد سنجر ولد عبدالجلیل کے خلاف دارالقضاء بیگوسرائے میں غائب ولا پتہ ہونے،نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے،اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۱۵/۶/۱۴۴۱ھ مطابق ۱۰/۲/۲۰۲۰ء روز پیر بوقت ۹/بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت۔

ملی سرگرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

عامر حنظلہ کی شہادت افسوسناک، سرکار عدالتی جانچ کرائے: محمد شبلی القاسمی

مرکزی حکومت کی طرف سے سیاہ قانون (شہریت ترمیمی ایکٹ) کے پاس ہونے کے بعد سے ہی اس کے خلاف تحریک دن بدن شدید سے شدید تر ہوتی جارہی ہے پوری دنیا میں ملک کی بدنامی ہورہی ہے، اور حکمران وقت کی مخالفت مختلف جہتوں اور طریقوں سے ہورہی ہے، قومی دارالحکومت کے قلب میں شاہین باغ کی حیرت انگیز خواتین اور جامعہ ملیہ کے طلبا نے اس قانون کے خلاف مظاہرے کھلے آسمان اور سخت سردی کی رات میں ڈیرے ڈال کر کیا، اس کے باوجود حکومت کی آنکھ نہیں کھل رہی ہے۔ بہار میں بھی ''شہریت ترمیمی قانون'' پر پہلی شہادت پھلواری شریف کے اٹھارہ سالہ معصوم نوجوان ''عامر حنظلہ'' کی ہوئی ہے، عامر حنظلہ کی شہادت کا واقعہ اتنا دردناک ہے کہ سن کر رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں، ۲۱ دسمبر ۲۰۱۹ء کو ''راجد'' کی طرف سے منعقد ریلی کو پھلواری شریف میں شرپسندوں نے ہندو مسلم فساد کا رنگ دینے کی کوشش پوری پلاننگ اور سوچی سمجھی سازش کے ساتھ کی، نہتھے مظاہرین پر پتھراؤ کیا اور اندھا دھند گولیاں چلائی، جس میں کئی لوگوں کو گولی لگی اور متعدد مظاہرین زخمی ہوئے، اسی دوران ''عامر حنظلہ'' نامی نوجوان کو شرپسندوں نے اغوا کرلیا، اور بے دردی سے مار کر شہید کردیا گیا اور گذشتہ ۳۰/دسمبر کو اس کی لاش جلوس کی جگہ سے تھوڑی دوری پر ہی پھلواری بلاک کے نزدیک ملی، پوسٹ مارٹم کے بعد ۳۱/دسمبر کو تجہیز وتکفین عمل میں آئی، انتظامیہ اب تک اصل قاتلوں کے نام بتانے سے یا تو جان بوجھ کر دریغ کررہی ہے یا ابھی بھی مجرموں تک رسائی نہیں ہوسکی، عامر حنظلہ کی شہادت کے اس واقعہ کو دل دہلانے والا اور اندوہناک بتاتے ہوئے امارت شرعیہ کے قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی نے کہا کہ اس واقعہ کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔ وہ لوگ بزدل ہیں جو چھپ کر نہتھوں پر وار کرتے ہیں اور اپنی حیوانیت کی تسکین کے لیے معصوموں کی بلی چڑھاتے اور ملک میں نفرت کا زہر گھولتے ہیں، عامر حنظلہ تو شہید ہوگیا، اللہ تعالیٰ کے یہاں اس کے لیے یقیناً وہ انعامات ہوں گے جس کا اس نے شہیدوں کے لیے وعدہ کیا ہے۔ اور اللہ کے وعدے کے مطابق وہ زندہ سلامت جنت کی وادیوں میں اللہ کی نعمتوں سے سرفراز ہورہا ہوگا، لیکن اس کی شہادت رائیگاں نہیں جائے گی اور نہ اس سے سیاہ قانون کے خلاف تحریک کمزور نہیں ہوگی، بلکہ اور تسلسل کے ساتھ اس ملک کے تمام باشندے مل جل کر آئین کے دائرہ میں رہ کر اس لڑائی کو جاری رکھیں گے۔

قائم مقام ناظم صاحب نے مولانا رضوان احمد اصلاحی امیر جماعت اسلامی بہار، مولانا مفتی ثناء الہدیٰ قاسمی نائب ناظم امارت شرعیہ، مولانا سہیل احمد ندوی نائب ناظم امارت شرعیہ، اور جناب انوار الہدیٰ صاحب سکریٹری مجلس مشاورت بہار کے ہمراہ پٹنہ ڈی ایم، ایس پی اور حکومت بہار کے دیگر اعلیٰ افسران سے مل کر مطالبہ کیا ہے کہ جو مجرم ہیں اور اس معصوم نوجوان کے قاتل ہیں، ان کو کسی بھی صورت میں بخشا نہ جائے اور ان کو کیفر کردار تک پہونچایا جائے، انہیں ایسی عبرت ناک سزادی جائے کہ آئندہ کوئی معصوموں اور نہتھوں پر حملہ کرنے کی ہمت نہ کرسکے، انہوں نے محترم وزیر اعلیٰ حکومت بہار سے مطالبہ کیا کہ حکومت شہید عامر حنظلہ کے اہل خانہ کو کم از کم بیس لاکھ روپئے کا معاوضہ، اور اس کے اہل خانہ میں سے ایک فرد کو سرکاری نوکری دے، اور کسی ریٹائرڈ جج کی نگرانی میں عدالتی جانچ کرائی جائے، قائم مقام ناظم صاحب نے حکومت سے مطالبہ کرتے ہوئے یہ بھی کہا کہ پھلواری بلاک کے آس پاس کی جگہ، خاص طور سے سنگھت کا علاقہ بہت ہی زیادہ تشویش ناک ہوگیا ہے اور آئے دن کوئی نہ کوئی سنگین وارادات ہوتی رہتی ہے، اس سے پہلے بھی وہاں پر قتل کی کئی وارادات ہوچکے ہیں، اس لیے اس پر حکومت کو خاص توجہ دینے کی ضرورت ہے، وہاں کھلے عام نشہ آور اشیاء فروخت ہوتی ہے جس کی وجہ سے آئے دن جرائم کے واقعات ہوتے رہتے ہیں، میرا سرکار سے مطالبہ ہے اس پر خصوصی توجہ دے اور شراب بندی کا قانون جو حکومت بہار کا مستحسن اقدام ہے اس پر پوری ایمانداری سے عمل کیا جائے، اس کے ساتھ اس جگہ ایک پولیس چوکی قائم کی جائے تاکہ وہ جگہ پر امن رہ سکے اور فرقہ واریت پر کنٹرول کے ساتھ ساتھ راہگیروں کو بھی تحفظ مل سکے۔ ارکان وفد نے شہید عامر حنظلہ کے گھر والوں سے بھی مل کر تسلی دیتے ہوئے اور تعزیت کرتے ہوئے صبر اور ثابت قدم رہنے کی تلقین کی اور کہا کی دکھ کی اس گھڑی میں ہم سب آپ کے ساتھ کھڑے ہیں، یہ صرف آپ کا نقصان نہیں ہے، بلکہ پورے ملک کا نقصان ہے اس غم میں مسلمان سمیت دیگر مذاہب کے بھی امن پسند لوگ برابر کے شریک ہیں۔

نئے ووٹر لسٹ کا ڈرافٹ شائع

شکایت کی آخری تاریخ ۱۵/جنوری، ووٹرس متوجہ ہوں: امارت شرعیہ

مولانا محمد شبلی القاسمی قائم مقام ناظم امارت شرعیہ نے اپنے ایک بیان میں کہا ہے کہ گذشتہ کئی ماہ تک ووٹر ویری فکیشن اور کرکشن کا کام پورے ملک میں ہوا، اس کام کی اہمیت کے پیش نظر امارت شرعیہ اور کئی ملی تنظیموں نے اس کی لیے بیداری کی مہم چلائی، وقت ختم ہونے پر الکشن کمیشن سے مطالبہ کیا گیا کہ وقت میں اضافہ کیا جائے، تاکہ کوئی شخص اس سے چھوٹ نہ سکے۔ لوگوں نے اس کام کو مستعدی سے کیا، بہت سے لوگوں نے آن لائن ویری فکیشن اور تصحیح کا کام کیا۔ اب ووٹر ویری فکیشن کا کام مکمل ہوچکا ہے اور حکومت نے اس کی بنیاد پر ووٹر لسٹ کا ڈرافٹ شائع کیا ہے جو کہ الیکشن کمیشن کے آفیشل ویب سائٹ www.nvsp.in پر بھی دستیاب ہے اور سبھی بوتھ کے بی ایل او کو فراہم کردیا گیا ہے۔ الیکشن کمیشن نے اعلان کردیا ہے کہ تمام ووٹرس دیکھ لیں کہ ان کا نام درست ہوسکا ہے یا نہیں، جن ناموں کو جوڑنا تھا وہ ووٹر لسٹ میں شامل ہوئے یا نہیں، اس کام کے لیے صرف ۱۵/جنوری ۲۰۲۰ء تک کا وقت دیا گیا ہے تاکہ لوگ اپنا نام ووٹر لسٹ کے ڈرافٹ سے ملالیں، اگر کوئی غلطی باقی ہو یا جن لوگوں نے فارم ۔۶ بھرا اور ان کا نام نہیں شامل ہو پایا وہ اپنے بی ایل او سے مل کر یا بلاک میں موجود مقامی الیکشن آفس میں جاکر نام درج کروالیں یا غلطیوں کو درست کرالیں۔ آپ کی شکایتوں کے ملنے کے بعد شکایت کے نپٹارے کی تاریخ ۲۷/جنوری ۲۰۱۹ء دی گئی ہے، ۷/فروری کو فائنل ووٹر لسٹ کی اشاعت ہوگی، اس کے بعد غلطی کی اصلاح یا نئے نام کا اندراج آسان نہیں ہوگا۔ اس لیے وقت رہتے اس کام کو کرلیں اور اپنے اپنے نام کو ووٹر لسٹ سے ملا کر اطمینان کرلیں کہ جو اصلاحات آپ نے کرائیں وہ ہوئیں یا نہیں، اسی طرح سے جن نئے ووٹروں کا نام آپ نے درج کرایا وہ واقعی درج ہوا کہ نہیں۔ اس معاملہ کو ہلکے میں ہرگز نہ لیں، ووٹر لسٹ میں آپ کا نام ہونا بہت اہمیت رکھتا ہے، ووٹر لسٹ میں ناموں کا ہونا ہمارا دستوری حق ہے، اس لیے اس پر خاص توجہ کی ضرورت ہے۔ پڑھے لکھے لوگ اس سلسلہ میں دوسروں کی مدد کریں، ہر بوتھ کے بی ایل او سے ووٹر لسٹ ڈرافٹ مانگ لیں یا نیٹ سے ڈاؤن لوڈ کرلیں اور ہر ووٹر کا صحیح نام دیکھیں، اگر غلطی باقی ہے تو مستعدی سے متعینہ وقت کے اندر اس کو درست کرلیں، اس لیے کہ بہت سے علاقوں سے خبر آرہی ہے کہ ویری فکیشن کے بعد بھی بڑی تعداد میں لوگوں کے نام میں غلطی ہے۔

بی جے پی حکومت کی تنگ نظری سے گاندھی کا ہندوستان لہولہان

کسی نے خواب میں بھی نہیں سوچا ہوگا کہ گاندھی کے ہندوستان کو ایک دن معصوم طلبہ کے خون سے لہولہان ہونا پڑے گا، ایک بار پھر ''انقلاب'' اور ''آزادی'' کے نعرے زمین وآسمان کا سینہ پھاڑ دیں گے، ہندو، مسلمان، سکھ سمیت تمام سیکولر مزاج شہریوں کو خون کے آنسو رونا پڑے گا۔ آخر یہ سب کون کررہا ہے اور کس لئے کیا جارہا ہے؟ اس کا جواب مرکزی اقتدار پر قابض بی جے پی کے نئے آقا مودی۔ شاہ ہی دے سکتے ہیں جن کی تنگ نظری کا خمیازہ پورا ملک بھگت رہا ہے۔ موجودہ وقت میں ہندوستانی سماج کو خواندہ بنانے کی بجائے نوجوانوں کا مستقبل تاریک بنایا جارہا ہے، ملک کی معیشت کو آئی سی یو میں پہنچا دیا گیا ہے، صنفی مساوات کے میدان میں ہندوستان ۴/درجے نیچے گر کر ۱۱۲/ویں نمبر پر آ گیا ہے، گلوبل جینڈر گیپ رپورٹ کے مطابق صنفی مساوات کے معاملے میں ہندوستان اپنے پڑوسی ممالک بنگلہ دیش، نیپال، سری لنکا اور چین سے بھی پیچھے ہے مگر مودی۔ شاہ کی جوڑی ان تمام باتوں کو خاطر میں لانے کو تیار نہیں ہے۔

تمام حالات کے باوجود حکمراں طبقہ اپنی اکثریت کے گھمنڈ میں عوامی مسائل کو یکسر نظر انداز کر کے ایسے ایسے فیصلے کررہا ہے جو ترقی کی بجائے تنزلی کی طرف لے جارہے ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ بی جے پی حکومت نے ایک حکمت عملی کے تحت متنازعہ مسائل کو ہوا دی ہے تاکہ ملک کے عوام ملک کی لڑکھڑاتی ہوئی معیشت پر توجہ دینے میں کامیاب نہ ہونے پائیں۔ معاشی میدان کی انتہائی تشویشناک صورتحال کو قبول کرنے کے بجائے اس سے انکار کرنا حکومت کا وطیرہ بن گیا ہے اور جس طرح کے اندیشے ہیں وہ درست ہی کہے جاسکتے ہیں کہ حکومت معاشی میدان کی ناکامیوں کو چھپانے کے لئے ملک میں متنازعہ مسائل کو ہوا دینے میں لگی ہوئی ہے۔ اقتصادی کساد بازاری کے سبب ملک کا طبی اور تعلیمی نظام کس قدر تباہ ہورہا ہے اس سے لگاتار چشم پوشی کی جارہی ہے۔ اچھی تعلیم اور طبی نظام کسی بھی شخص کا معیار زندگی بہتر کرنے میں مددگار ہوتا ہے۔ دنیا بھر میں بہت سے ملک صحت اور تعلیم پر اپنے کل جی ڈی پی کا ۶/سے ۱۰/فیصد خرچ کرتے ہیں۔ ہندوستان تعلیم کے میدان میں جی ڈی پی کا ۳/فیصد ہی عوامی طور پر خرچ کرتا ہے، جو دنیا کے ترقی یافتہ ممالک کے مقابلے میں بہت کم ہے۔ فی طالب علم اور تعلیم کے معیار کے پیرامیٹرز میں خرچ کرنے میں ہندوستان ۶۲/ویں نمبر پر ہے۔ یہ سب اس وجہ سے بتانا پڑا ہے کیونکہ ایک خبر کے مطابق اسکول کی تعلیم کے بجٹ میں ۳۰۰۰/کروڑ کی کمی کی جاسکتی ہے۔ وجہ یہ بتائی جارہی ہے کہ اقتصادی کساد بازاری کی وجہ سے مرکزی حکومت کے اقتصادی حالات کافی خراب ہوچکے ہیں۔ ایسے میں ہر وزارت کے بجٹ میں کمی کی جارہی ہے۔ مجموعی طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ اقتصادی بحران کے سبب یہ حالات پیدا ہوئے ہیں۔ اس بدحالی سے نکلنے کے لئے ماہرین اقتصادیات کی مدد لینی ہوگی مگر موجودہ حکومت خود کو ہی عقل کل سمجھ بیٹھی ہے اور وہ کسی کی باتوں کو سننے کو تیار نہیں ہے۔ گزشتہ پانچ سالوں سے یہی دیکھا گیا ہے کہ مودی حکومت ہر کام ملک کے دستور کے مغائر کررہی ہے، ملک کے سیکولر اقدار کو تباہ کیا جارہا ہے۔ این آر سی اور سی اے اے کے خطرات کو محسوس کرتے ہوئے چہار سو تشویش کا اظہار کیا گیا کہ ہندوستان جیسے سیکولر ملک میں مذہب کی بنیاد پر شہریت نہیں دی جاسکتی۔ اس حقیقت کے باوجود مودی حکومت نے اپنی ایک طرفہ پالیسی کو روبہ عمل لانے کی کوشش کی۔ ہندوستان کو ''ہندو راشٹرا'' بنانے کی کوشش کا نتیجہ سب کے سامنے ہے کہ کس طرح بی جے پی حکومت کا منصوبہ ہندوستان کی یکجہتی اور اتحاد واستحکام کو نقصان پہنچا رہا ہے۔ شہریت ترمیمی قانون کے خلاف سارا ہندوستان سراپا احتجاج بن چکا ہے یہاں تک کہ طلبہ نے حکومت کی چولیں ہلا کر رکھ دی ہیں مگر اس کے خلاف اٹھنے والی آواز کو بزور طاقت کچلنے کی کوشش ہورہی ہے۔ اس دوران پورے ملک میں تقریباً دو درجن لوگ اپنی زندگی ہار بیٹھے ہیں مگر حکمرانوں کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگ رہی ہے۔ ستم بالائے ستم یہ کہ حکومت کی ہٹ دھرمی کے خلاف احتجاج کرنے والوں پر پولس بے تحاشہ مظالم ڈھا رہی ہے۔ سڑکوں پر احتجاج کرنے والے عوام کو گولیوں سے نشانہ بنانے کا کوئی جواز نہیں ہوسکتا۔ دہلی سے بہار، یوپی سے کرناٹک اور کئی شہروں میں پولس طاقت کا استعمال کررہی ہے۔ احتجاجیوں کی آنکھیں ضائع ہورہی ہیں، وہ شدید زخمی ہو رہے ہیں۔ ایسے میں اتر پردیش کے وزیر اعلیٰ آدتیہ ناتھ نے احتجاجیوں سے بدلہ لینے کی دھمکی دی ہے۔ اعلیٰ پولس افسر کے ذریعہ جاری کیے گئے ویڈیو میں آدتیہ ناتھ کا ''ٹانگ ہاتھ توڑ دو'' کا لب ولہجہ سامنے آیا وہ انتہائی خوفناک تھا اور وہ کسی ریاست کے ذمہ دار وزیر اعلیٰ کا رویہ ہرگز نہیں کہا جاسکتا۔ ایسا لگتا ہے کہ آج بھی آدتیہ ناتھ ہندو مہاسبھا لیڈر کے لب ولہجہ میں بات کررہے ہیں جو کسی وزیر اعلیٰ کو ہرگز زیب نہیں دیتا۔ امن وقانون کی برقراری یقینی طور پر ایک ریاست کے سربراہ کا ذمہ ہے لیکن اس طرح کا لب ولہجہ ان کے انتقامی جذبہ کو ظاہر کرتا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ کسی عوامی احتجاج میں سرکاری املاک کا نقصان نہیں ہونا چاہیے لیکن انتقام یا بدلہ کی بات انتہائی افسوسناک ہے۔ سب سے زیادہ افسوس اس بات کا ہے کہ یہ لب ولہجہ ایک وزیر اعلیٰ کا ہے۔ واقعی اگر بدلہ لینے کی بات ہے تو پھر زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھے دو درجن لوگوں کا بدلہ کون دے گا۔ احتجاجیوں پر قابو پانے کے کئی طریقے ہوسکتے ہیں۔ پہلے لاٹھی چارج کیا جاسکتا ہے، آنسو گیس کے شیل برسائے جاسکتے ہیں، پھر ہوا میں فائرنگ کی جاسکتی ہے۔ پھر اگر فائرنگ ضروری ہوجائے تو پیروں پر نشانہ لگایا جاسکتا ہے لیکن ہمارے ملک کی پولس چاہے وہ کسی بھی ریاست کی ہو راست احتجاجیوں کی زندگیوں کو نشانہ بنا رہی ہے۔ کیا پولس سے یہ سوال نہیں ہونا چاہیے کہ انہوں نے جو قانونی طریقہ کار ہونا چاہیے وہ کیوں اختیار نہیں کیا؟ پولس سے سوال کرنے اور جواب طلب کرنے کی بجائے احتجاجیوں سے بدلہ لینے کی بات کی جائے تو اس سے پولس کے حوصلے بلند ہوں گے اور اسے نہتے احتجاجیوں پر فائرنگ کرنے میں کبھی بھی کوئی عار محسوس نہیں ہوگا۔ پولس جہاں امن وقانون کی برقراری کے لئے ہوتی ہے وہیں عوام کی جان ومال کا تحفظ کرنا بھی اس کی ذمہ داری ہوتی ہے لیکن ہماری پولس اس کے مغائر کام کررہی ہے، اس کے رویہ پر جواب طلب کرنے کے بجائے عوام سے انتقام لینے کی بات افسوسناک ہے۔ (**نواب علی اختر**)

Volume:60/70,Issue:01 Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT-E-SHARIAH
BIHAR ORISSA JHARKHAND

NAQUEEB WEEKLY

PHULWARI SHARIF,PATNA 801505

SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-18-20
R.N.I.N.Delhi,Regd No-BIHURD/4136/61

تمہارے گھر میں دروازہ ہے لیکن، تمہیں خطرے کا اندازہ نہیں ہے
ہمیں خطرے کا اندازہ ہے لیکن، ہمارے گھر میں دروازہ نہیں ہے
(نامعلوم)

پھولوں کی زباں خون جگر مانگ رہی ہے

مولانا احمد حسین قاسمی معاون ناظم امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ

محض خواہشات اور چاہتوں سے آج تک دنیا میں نہ کوئی انقلاب آیا ہے اور نہ کسی قسم کی کوئی تبدیلی آئی ہے، نہ ہی مستقبل میں ایسا ممکن ہے، دنیا کے خالق نے حرکت وعمل سے ہر نتیجہ کو مربوط کر رکھا ہے، جتنے ممالک میں کسی بھی عنوان سے کوئی انقلاب اور نمایاں تبدیلی آئی ہے، اس کی پشت پر بڑی بڑی تحریکیں اور مسلسل جدوجہد کی قوتیں کار فرما رہی ہیں، ماضی بعید ہو یا ماضی قریب ان کے جلو میں برپا ہونے والے تمام انقلابات نے اپنے محرکین اور علمبرداروں سے قربانیوں کا عظیم تقاضہ کیا ہے، جن کو ان اہل عظیمت نے بخوشی قبول کیا، خواہ وہ دنیا کے بڑے ممالک ہوں یا چھوٹی ریاستیں، انقلاب فرانس ہو یا تحریک آزادی ہند، بڑی تبدیلی اور عظیم کاموں کے لیے اسی سطح کی جانفشانی اور قربانی درکار ہوتی ہے، یہی وجہ ہے کہ جب ہم دنیا میں ہونے والے بڑے بڑے تغیرات اور عظیم انقلابی تحریکات کا تاریخی مطالعہ کرتے ہیں تو اس عہد کی بڑی شخصیات اور اعلی دماغ کی قربانیوں کی ایک لانبی تفصیل سامنے آتی ہے جسے پڑھ کر عقل دنگ رہ جاتی ہے اور ہوش اڑ جاتے ہیں، وہ ہر محاذ پر مردانہ وار قربانی دیتے نظر آتے ہیں، ان راہوں میں پھر انہوں نے کسی چیز کی پرواہ نہیں کی، بڑی منصوبہ بندی اور حکمت عملی سے خرد وہوش کو اپنا رفیق بنایا اور جنوں کے دامن کو بھی تھامے رکھا اور جہاں پر عقل وخرد کے فلسفیانہ مباحث نے ان کی تحریک کی رفتار کو سست گام کرنا چاہا تو انہوں نے جنوں کے جذبات کو ذرا مہمیز کر دیا، اور پھر اسے اپنا رہنما بنا لیا، مگر منزل تک پہنچ کر ہی دم لیا، اور ان کے فولادی جذبات اور آہنی فیصلوں کا مقابلہ ظلم واستبداد کے بڑے بڑے کوہ گراں بھی نہ کر سکے، بادصرصر نے خود اپنا رخ موڑ لیا، تند جولاں بھی ان کی عزیمت کے سامنے سپر ڈال دی، ان کے حوصلوں کو دیکھ کر تباہ کن اور بلا خیز طوفانوں نے بھی اپنا راستہ تبدیل کر لیا، حالات ان پر کسی طرح اثر انداز نہ ہو سکے بلکہ حالات کو انہوں نے طویل سعی مسلسل اور جہد پیہم سے بالآخر بدل کر ہی رہے۔

سی اے اے (CAA) آئین ہند میں ایک ایسی ترمیم ہے، جس سے حکومت نے اس جمہوری دستور کے چہرہ کو مسخ کرنے کی ناپاک کوشش کی ہے، پھر اس کے بعد اس ملک میں کیا بچ جاتا ہے، یہ ایک بہت حساس اور چبھتا ہوا سوال ہے جس نے ہر زندہ دل اور باضمیر وباغیرت انسان کو سراپا احتجاج بننے کی ترغیب ودعوت دی ہے، بار بار حکومت اپنے بایاں محاذ پر الزام لگا رہی ہے کہ "اپوزیشن اور حزب اختلاف جماعتیں یہاں کے عوام کو اس مسئلہ میں گمراہ کر رہی ہیں" عوام حکومت سے یہ سوال کرنے کا یہ حق رکھتے ہیں کہ احتجاج کرنے والے کروڑوں کی تعداد میں ملک وبیروں ملک کی عظیم یونیورسٹیز کے طلبا وطالبات سے لے کر ملک کے نامور وکلاء اور دانشوران سب کے سب اتنے ناخواندہ اور ناسمجھ ہیں کہ ایک عام سی بدیہی بات کو انہوں نے بلا سمجھے ایسے عظیم اور طویل احتجاج کی شکل دے دی، حکومت اپنے ایسے بیانات سے اپنے عوام کی تذلیل کر رہی ہے اس سے حکومت کو باز آنا چاہئے۔

یہ تعلیم کا دور ہے برقی ذرائع، انٹرنیٹ، اور جدید تکنیکی آلات علم نے معلومات کی ترسیل وتحصیل کو بے حد سہل اور آسان بنا دیا ہے، جس کا نتیجہ ہے کہ آئین ہند کی مترجم پی ڈی ایف فائل اور کسی بھی مجوزہ یا منظور شدہ ایکٹ کی سافٹ کاپی عام لوگوں کے لیپ ٹاپ اور موبائل (سیل فون) میں بآسانی موجود ہوتی ہے، خصوصا تعلیم یافتہ طبقہ کے لیے اسے دیکھنا اور سمجھنا یا اس سے کوئی نتیجہ اخذ کرنا اتنا محال ومشکل نہیں ہے جتنا کہ حکومت عوام کے تعلق سے بتکرار بتا رہی ہے، یہ تحریک ایک جہت سے اگر غیر منظّم اور بے ترتیب ہے تاہم دوسری جہت سے نفس مسئلہ میں بے پناہ متحد اور مستحکم ہے، حکومت کو اس تحریک کی قیادت کا سرا نہیں مل پا رہا ہے، اس تحریک نے شش جہت اور ہشت پہلو رخ اختیار کر لیا ہے، یہ انقلاب انگیز احتجاج جنگل کی اس آگ کے مانند ہے، جو چہار جانب یکساں طور پر طوفان کی طرح پھیلتی جا رہی ہے، جس پر قابو پانا دشوار نہیں بلکہ ناممکن ہے۔ انتظامیہ کی شدت پسندی اور جارحانہ روک تھام کا عمل اس آگ پر پانی کے بجائے تیل کا کام کر رہا ہے، شاید جنگ آزادی کے بعد پہلی مرتبہ اتنے بڑے پیمانے پر ملک گیر سطح پر مسلسل احتجاج ہو رہا ہے، جس نے تقریبا پوری دنیا کو متاثر کیا ہے اور دوسرے ممالک کے سربراہان نے ہندوستانی حکومت کے اس آمرانہ اور غیر منصفانہ رویے پر سخت نکتہ چینی کی ہے اور اس قانون کو ملک کے لئے خطرناک اور مذہبی بنیاد پر عوام کے درمیان تفریق کرنے والا قانون قرار دیا ہے، اور ان خدشات کا اظہار کیا ہے کہ یہ قانون آئین ہند کو پارہ پارہ کر دے گا اور مزید ملک کے عوام میں مذہبی منافرت اور سماجی خلیج میں اضافہ کا باعث ہوگا، جو ملکی قومیت کی ساکھ کو بے حد کمزور کر دے گا جس کے نتیجہ میں ملک عدم ہم آہنگی کا شکار ہو کر ترقی کی دوڑ میں صدیوں پیچھے رہ جائیگا، پھر وہ اپنی داخلی، خارجی اور دفاعی قوت کھو بیٹھے گا۔

اس ضمن میں پوری دنیا سے جو مشترک باتیں سامنے آئی ہیں وہ یہ ہیں کہ بھارت دنیا کے تمام ممالک میں سب سے بڑا جمہوری اور سیکولر ملک ہے، اس قانون سے ملک کی یہ اولین اور نمایاں حیثیت مجروح اور متاثر ہو رہی ہے، دوسری اہم بات یہ ہے کہ اس قانون سے نیشنل بارڈر سیکورٹی (ملک کی سرحدی حفاظت) بھی متاثر ہوگی اس لیے کہ (CAA) میں غیر قانونی تارکین وطن سے ان کی مطلوب درخواست شہریت میں ان اہم پہلوؤں کا دور دور تک کہیں تذکرہ نہیں ہے، جن سے دہشت گرد عناصر کو کسی ملک میں در اندازی کے راستے ملتے ہیں، واضح رہے کہ ایسے عناصر کسی بھی نام اور مذہب کا ایک بڑا سہارا لے کر بہ آسانی یہاں کی شہریت حاصل کر کے ملک کی سلامتی کے لئے خطرہ ثابت ہو سکتے ہیں۔ CAA کا ایک پہلو ملک کے ایک خاص طبقے کے لیے خوش آئیند ہے، تو دوسرا پہلو ملک کی قومی سلامتی وتحفظ کے لیے انتہائی ضرر رساں بھی ہے۔ برسر اقتدار اور حکمراں جماعت کی نظر ہندوتوا کے فروغ اور اپنے سیاسی تحفظ وبقا پر تو ہے مگر ملک کی حفاظت اور اس کی بین الاقوامی عظمت ووقار پر نہیں۔

حیف صد حیف کہ ملک کے وزیر اعظم اپنے منظور کردہ ایک متنازع قانون کی حمایت کے لئے ایسی راہ اختیار کر رہے ہیں جس کا نتیجہ فرقہ وارانہ فساد اور عدم ہم آہنگی ہے، ڈر ہے کہ اس متنازع قانون کے سایے میں ملک کے ان دو بڑے مذاہب کے ماننے والوں کے درمیان مزید نفرت گہری نہ ہو جائے جنہوں نے کل تک ایک دوسرے کے تعاون سے ملک کو خارجی طاقتوں سے آزاد کرایا تھا، ایک ساتھ صدیوں زندگی گذاری تھی اور اس ملک کی جمہوریت کا سر پوری دنیا میں اونچا کیا تھا۔

حکومت کی جانب سے اس قانون کی حمایت میں اترنے والے لوگ کون ہیں؟ اب انٹرنیشنل میڈیا بھی اسے مستقل اپنا موضوع بنا رہا ہے، اس قانون کی حمایت میں اترنے والوں کے نعرے اور سلوگن کیسے ہیں، دنیا اسے بھی بغور سن رہی ہے، بعض پر امن مظاہروں پر کس کی جانب سے پتھراو اور فائرنگ ہو رہی ہے، کن کے معصوم بچوں کو نفرت کے بھیڑیوں نے تہہ تیغ کیا ہے، یہ سارے منظر نامے حکومت وقت سے اس سیاہ قانون کی واپسی کا شدید مطالبہ کر رہے ہیں اور پوری دنیا حقائق سے واقف ہو رہی ہے، اس قانون کے نتیجہ میں تمام تر حادثات وسانحات میں براہ راست حکومت قصوروار ہے، دہلی کی ۱۱۹ سالہ ریکارڈ توڑ ٹھنڈک میں رات ودن احتجاج کرنے والی مائیں، بہنیں اور بیٹیاں بیگم حضرت محل، بی اماں اور چھمی بائی کی جانشین ہیں، ان کی قربانیوں کے تسلسل نے انٹرنیشنل میڈیا پر اقوام عالم اور عالمی برادری کو اس متنازع قانون کی طرف حد درجہ متوجہ کیا ہے، یہ ایک عظیم تحریک بن کر ابھری ہے، مگر احتجاج کی لے مدہم پڑنے کے پیش نظر جمہوریت کے ترجمانوں اور دستور کے پاسبانوں سے ان خواتین کی بس ایک ہی التجا ہے کہ ع

شبنم سے فقط کام چلا ہے نہ چلے گا
پھولوں کی زباں خون جگر مانگ ہی ہے

نقیب کے خریداروں سے گذارش

اگر اس O دائرہ میں سرخ نشان ہے، تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے۔ براہ کرم فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زر تعاون ارسال فرمائیں، اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں، موبائیل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں۔ مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر ڈائرکٹ بھی سالانہ یا ششماہی زر تعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کر دیں۔

A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168
Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233
Mobile: 9576507798

نقیب کے شائقین کے لئے خوشخبری ہے کہ اب نقیب مندرجہ ذیل سوشل میڈیا اکاؤنٹس پر آن لائن بھی دستیاب ہے۔

Facebook Page: http//@imaratshariah
Telegram Channel: https://t.me/imaratshariah

اس کے علاوہ امارت شرعیہ کے آفیشیل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کر کے نقیب سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ مزید مفید و دینی معلومات اور امارت شرعیہ سے متعلق تازہ خبریں جاننے کے لئے امارت شرعیہ کے ٹویٹر اکاؤنٹ imaratshariah@ کو فالو کریں۔

(مینیجر نقیب)